

الْاِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَكُوْنُوْنَ بَلَّ يَتَّقِلُوْنَ مِنْ دَارِ اِلَى الدَّارِ هٗ

تسین اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ نقل کرتے ہیں ایک خانہ سے دوسرے خانہ میں (الحديث)

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا  
یہ نگاہ کی تیغ بازی وہ سپاہ کی تیغ بازی

# تذکرۃ الاصفیاء

مصنف و محرک

سجادہ نشین مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ نیوکار

شائع کردہ :

اِحَارَةُ الْمُرْتَضَى

دربار عالیہ مردان پور شریف

چک نمبر ۹/۱۳۰ ایل ڈاک خانہ ۹/۱۲۹ ایل تحصیل و ضلع ساہیوال



# تذکرۃ الاصفیاء

مصنف و محرک

سجادہ نشین محمد و م غلام مرتضیٰ شاہ نیکوکار رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۲۳۹۲  
ت ۵۵۴ ع

۱۳۲۵۸۲

ک

مجلس مرتضیٰ شاهانہ

نام کتاب ..... تذکرۃ الاصفیاء

تصنیف و تحریر ..... مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ نیکوکار رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح و توضیح ..... سید افضل حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی شیخو شریف

نظر ثانی ..... صوفی عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ

مؤلف ..... صابر حسین قادری

اہتمام پہلا ایڈیشن ..... مختار احمد قادری

تعداد ..... 500 (پانچ صد)

پہلا ایڈیشن چھپا ..... مارچ 1996ء

دوسرا ایڈیشن چھپا ..... 2010ء

اہتمام دوسرا ایڈیشن ..... صابر حسین قادری

# انتساب:-

اپنے ہادی و مرشد سخی مراد علی شاہ صاحب نیکو کار قدس اللہ سرہ العزیز کے نام جو بظاہر ہم میں نہیں مگر بہ باطن اہل مراد کو فیض یاب کر رہے ہیں اور تا قیامت طالبان حق کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات شمع ہدایت بنے رہیں گے۔

احقر العباد

درگاہ قادریہ مرادیہ

صابر حسین قادری چک نمبر L-108/9

تخصیل و ضلع ساہیوال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فہرست اسماء گرامی

صفحہ نمبر	اسماء گرامی	نمبر شمار
1	حرف آغاز	1
6	تقدیم	2
11	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	3
19	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	4
24	حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	5
26	حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	6
28	حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	7
30	حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	8
32	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	9
35	حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	10
37	حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ	11
39	حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ	12
41	حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	13
43	حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	14
46	حضرت شیخ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	15

صفحہ نمبر	اسما گرامی	نمبر شمار
48	حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ	16
49	حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ	17
50	حضرت شیخ ابوالحسن قریشی ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ	18
52	حضرت شیخ ابوسعید المبارک رحمۃ اللہ علیہ	19
54	حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ	20
72	شان حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	21
82	حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ	22
84	حضرت شیخ ابوالمنصور ابوالنصر السید عبدالسلام فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ	23
85	حضرت سید صفی الدین المعروف ابوالفرح صوفی رحمۃ اللہ علیہ	24
86	حضرت سید علم الدین ابوالعباس سید احمد المعروف احمد گنج بخش گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ	25
87	حضرت شیخ ضیا الدین سید علی مسعود رحمۃ اللہ علیہ گیلانی قادری	26
88	حضرت نور الدین ابو محمد سید علی رحمۃ اللہ علیہ گیلانی قادری	27
89	حضرت سید شرف الدین محمد شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ	28
90	حضرت سید شمس الدین محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ	29
91	حضرت سید محمد غوث حلبي اچوی الگیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ	30
94	حضرت سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ گیلانی	31
98	حضرت سید محمد غوث بالا پیر امیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ گیلانی	32
104	حضرت سید جیون شاہ المعروف عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ گیلانی	33



صفحہ نمبر	اسما گرامی	نمبر شمار
107	حضرت سید عبدالوہاب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	34
108	حضرت سید زین العابدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	35
110	حضرت سید عبدالرزاق گیلانی المعروف داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	36
113	حضرت سید مصطفیٰ شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	37
114	حضرت سید محمود شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	38
115	حضرت سید مجتبیٰ شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	39
116	حضرت امام حیدر بخش گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	40
119	حضرت سید غلام غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	41
121	حضرت سید امان اللہ شاہ المعروف سلطان ہاتھی دان رحمۃ اللہ علیہ	42
125	حضرت سید علی شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ	43
127	حضور سید سائیں چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	44
129	حضرت سید قطب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محلوی	45
135	حضرت سید سخی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ	46
145	حضرت مخدوم پیر سخی مراد علی شاہ نیکوکار رحمۃ اللہ علیہ	47
156	تعارف منتظم اعلیٰ	48
158	شجرہ غوثیہ باغنامہ طلبیہ (نظم)	49
165	شجرہ شریف امامیہ غوثیہ قادریہ قطبیہ مرادیہ	50



قبلہ حضرت مخدوم سخی مراد علی شاہ نیکوکار رحمۃ اللہ علیہ



پیر محمد امجد علی شاہ نیکو کار رحمۃ اللہ علیہ



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حرف آغاز

اللہ، اللہ! بس۔ باقی سب ہوس، آغاز و انجام بس اللہ ہی ہے۔ باقی سب لفظوں کی تماشہ گری ہے یا خیال آفرینی، اور میں اسی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ سب سے بڑا ہے، مستعان ہے اور کمالِ بلاغت بھی اسی کا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

اور اس کے بعد بقول استاد سعدی علیہ الرحمۃ اُس مالک حقیقی، خدائے عظیم و قدیم کے بعد اگر کائنات میں کوئی بزرگ و برتر ہستی ہے تو وہ سرورِ عالم و عالمیان، سید لولاک تاجدارِ رسالت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور کوئی یہ خیال بھی نہ کرے کہ بغیر اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، راہ صفا اور قُرب خدا پاسکے اور اس احقر ذرہ بے مقدار کی طرف سے لا تعداد درود و سلام بلحاظ نطق و کلام ہر لمحہ و ہر نفس بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول و منظور ہوں اور اتنے ہی صلوة و سلام اُسی اُمی لقب حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار اور اصحاب کبار پر اور اس کی امت کے ولیوں، فقیروں اور صوفیوں، خصوصاً سید اولیاء امام الاغیاث السید عبدالقادر الجیلانی البغدادی حسنی و الحسینی کی ذات والا صفات پر ہوں، جنہوں نے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے راہ صفا کو پایا خود چلے اور ہم جیسے گم کردہ راہوں کو راہ پر لگایا۔

سلام ہو ان اللہ کے ولیوں پر جنہوں نے منزل قُرب الہی کو پایا اور طالبانِ راہ کو تحریریں و ترغیب دلائی۔ مبارک و مسعود ہیں وہ ہستیاں جن کی زندگیاں، مبتدیان و منتہیان

صدق و سلوک کیلئے یکساں مشعل راہ ہیں اور مبارک ہیں وہ لوگ جو ان اللہ والوں پر ایمان لائے ان سے محبت کی اور ان کے ترتیب دیئے ہوئے دستور العمل کو دل کی سچائی سے قبول کیا۔ اللہ کے ہاں ان کیلئے اجر عظیم ہے۔

پیش نظر ”تذکرہ“ ایسے ہی اولیاء باصفا کی ایک موتیوں جڑی لڑی ہے۔ جن کی زندگیوں زمرہ انعمت علیہم کے مصداق ہیں۔ جنہوں نے متاع حیات دنیا کو کھو کر رضائے الہی کو پایا۔ اپنے زمانے میں یہ خاصانِ خدا روشنی کے مینار تھے اور آج ان مقبولانِ بارگاہ کے تذکرے بھی ہم لوگوں کو درسِ ہدایت اور دعوتِ عمل دیتے ہیں۔

ایسے تذکروں اور کتابوں کی ہمیشہ ہر عہد میں ضرورت رہی ہے۔ اور آئندہ بھی رہے گی اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ان اللہ والوں کے تذکرے تالیف کرتے ہیں اور کس قدر خوش کن اجر ہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ ان تذکرہ نویسوں کا ذکر بھی زبانِ خلق پر جاری رہتا ہے بلکہ رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ اور آخرت کا اجر یقیناً انشاء اللہ ان برگزیدہ ہستیوں کے قرب کی صورت میں ملے گا۔

میرے خیال میں مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے عشقیت کیش عزیزم صابر حسین کی اس عظیم کاوش اور حسین و تحسین کوشش کی دادا جرموعود من اللہ سے بڑھ کر میرے شکستہ الفاظ کیا دے سکیں گے۔

ایسا تذکرہ تالیف کرنا خود میری عین خواہش تھی کچھ کام کیا بھی تھا۔ لیکن میری مسلسل علالت اور اس پر محشر معاش کی سختیاں اسی طرح یہ کام معرض التوا میں پڑتا رہا۔ یہاں تک کہ عزیز می و مخلص مولینا استاد احمد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند محمد حنیف

فانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ میرے قریبی دوست اور معتقد ہیں، کے ذریعے عزیزم صابر حسین سے ملاقات ہوئی، دوران گفتگو پتہ چلا کہ انہوں نے پیران سلسلہ قادریہ کے بارے خاصا مواد اکٹھا کر لیا ہے۔ اس نوجوان استاد میں شوق و تجسس کی فراوانی، بزرگان سلسلہ قادریہ کی محبت اور توفیق ارزانی، دیکھتے ہوئے میں نے اپنی تمام تر خدمات اسے پیش کر دیں۔ الحمد للہ کہ یہ کار خیر پایہ تکمیل تک پہنچا اور کچھ قدرے میرے من کی تشنگی بجھی۔

یہ تذکرہ۔ تذکرۃ الاصفیاء کے نام سے موسوم ہے۔ میں اس کے حسن و قبح سے بحث

نہیں کروں گا۔ کیونکہ یہ ایک صدق رس پیشکش ہے جو ایک مخلص مرید نے اپنے مرشد گرامی کو پیش کی ہے۔ اہل تصنیف و تالیف اس میدان میں پیش آمدہ مشکلات سے بخوبی آگاہ ہیں اور یہ تذکرہ نوپس بھی کم و بیش انہی مہمات سے نبرد آزما رہا ہے۔

اس تالیف کی اصل محرک محبت شیخ ہے۔ لہذا ایسے صحرا کے مجنوںوں پر تنقید نہ کی

جائے تو میرے خیال میں زیادہ بہتر ہے کیونکہ تنقید نگار تو بہر حال تنقید نگار ہی ہوتا ہے اور

بقول شاعر۔

”کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری“

کے مصداق نقاد اپنی ناقدا نہ اداؤں سے بہتوں کی جان پر بنا سکتا ہے۔

اس عظیم کتاب میں جن عظیم و کریم شخصیات کا ذکر خیر کیا گیا ہے ان میں بیش تر میرے اجدادِ نسبی ہیں اور پیرانِ سلسلہ بھی۔ ان کا ذکر عام طبع شدہ تذکروں میں صراحت کے ساتھ نہیں ملتا۔ ان کے بارے میں میں نے اپنے خاندان کے معتبر بزرگوں سے بہت سی روایات سنی اور اکٹھی کی ہیں۔ پھر ان پر مختلف زاویوں اور ذریعوں سے تحقیق کی۔ خاندان کے بعض حضرات کے پاس موجود قلمی مواد بھی دیکھا۔ پھر اس کے بعد ان منقولات و فرمودات کو تحقیق و تصدیق اور ذراایت کے ترازو میں بھی تو لا اور درست پانے کے بعد پھر ضابطہ تحریر میں لیا اور ان میں سے جس قدر مناسب سمجھا اشاعت کیلئے عزیز موصوف صابر حسین کو دے دیا اور اس طرح کچھ قدرے میرے مقصد کی تکمیل بھی ہو گئی۔ تاہم ابھی ایک خواہش باقی ہے وہ یہ کہ میرے اجدادِ نسبی و پیرانِ سلسلہ میں سے ایک گرامی و برگزیدہ ہستی جن کا فیض کریمانہ میرے حال و قال پر جاری و ساری ہے۔

جن کا اسم گرامی حضرت سیدنا محمد غوث بالا پیر امیر گیلانی القادری قدس اللہ سرہ العزیز ہے۔ جن کا مزار گوہر بارنواح سنھگرہ چک نمبر 11/1-R میں نورفشاں فیض رساں ہے۔ ان کے حالات و کمالات پر ایک مفصل و مجمل تذکرہ تالیف کروں۔ جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے تمام پہلو مع اقوال و ارشادات کے طالبوں کی تسکین کیلئے موجود ہوں۔ اللہ کریم



سے دعا ہے کہ مجھے اس کار خیر کیلئے صحت و سہولت کے ساتھ ساتھ توفیق اور مہلت بھی  
عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

افضال حسین عفی اللہ عنہ

شیخو شریف

۱۱ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ

بمطابق 4 نومبر 1995ء

## تقدیم

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ  
 إِمَامِ الْمُرْسَلِينَ ۝ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ۝

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے  
 زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا

زیر نظر کتاب کے مصنف مسندِ خلافت پر متمکن موجودہ سجادہ نشین اوائل عمر سے  
 ہی محقق قسم کی طبیعت کے مالک ہیں۔ انہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود سلسلہ  
 قادر یہ امامیہ غوثیہ کے مشائخِ عظام پر اپنے تحقیقی ذہن کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے ہمیشہ  
 اپنے قلم کو محرک رکھا اور ان تحقیقات کو ضابطہ اشاعت میں لانے کیلئے کوشاں رہے۔

موجودہ صاحبِ سجادہ نے اپنے قبلہ و کعبہ والدِ گرامی کے ایک عمر رسیدہ درویش  
 منشی عبدالجبار متخلص بہ حامی صاحب کو اس کام پر مامور فرمایا۔ حامی صاحب بوڑھے اور  
 ضعیف آدمی تھے۔ زیادہ دن یہ خدمت انجام نہ دے سکے اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے  
 اس کے بعد ایک عرصہ سوچ بچار میں گذر گیا۔ حامی صاحب کا تحریر کردہ مسودہ چند ایک  
 مشائخِ سلسلہ کے احوال پر مشتمل تھا انتہائی سادہ اور شکستہ الفاظ میں تھا۔ لیکن متعدد مشکلات  
 کی وجہ سے چند مشائخِ عظام کے احوال پر مشتمل یہ سادہ سا مسودہ تحریر کے مراحل سے  
 گذرا۔ وہ بھی زمانے کے حوادث اور مجبوریوں کی بناء پر کئی سال تک زیور طباعت سے  
 آراستہ نہ ہو سکا۔

چند ماہ قبل زیب سجادہ حضرت مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ صاحب مدظلہ العالی نے ہمت افزا اور جرات مندانہ اقدام سے اس کار خیر کو دوبارہ شروع کروایا اور اس کتاب کے مسودہ کو از سر نو مکمل کرنے کی ذمہ داری بندۂ حقیر کو سونپ دی گئی۔ یہ جوئے شیر نہ تو میرے اختیار میں تھا اور نہ ہی اس کو بجالانے کی اہلیت مجھ میں تھی۔

لیکن امر مرشد فرض عین کے مصداق اپنے رب ذوالجلال کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس کار خیر کی تکمیل کیلئے تن، من، دھن سے مصروف ہو گیا اور خدائے بزرگ و برتر نے اس احقر کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور یوں یہ صحیفہ تصوف معرض تحریر میں آیا۔

یوں تو بہت سی کتب سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخ عظام کے حالات زندگی پر تحریر ہو چکی ہیں مگر بلحاظ شجرہ طیبہ کسی مؤلف نے بھی ایسی کوئی کوشش نہیں کی۔ جو طالبین عالیہ قادریہ امامیہ غوثیہ کیلئے سامان تسکین و لذائذ روحانی مہیا کر سکے۔ یہ کتاب انشاء اللہ اس معیار پر پوری اترے گی اور بفضل ایزدان تمام خصوصیات کی حامل ہے جن کی طلب ایک مبتدی مرید کو ہو سکتی ہے اس میں سلسلہ قادریہ کے مشائخ عظام کے حالات زندگی بلحاظ شجرہ بیعت و خلافت مرتب کئے گئے ہیں اور سلسلہ بہ سلسلہ ان کی ترتیب کو اسناد و تصدیق سے یکجا کیا ہے۔ تاکہ قارئین بھی اس کتاب سے مستفید ہو سکیں اور یہ جان سکیں کہ سلسلہ عالیہ قادریہ کی ابتدا کہاں سے ہوئی اور اس کی شاخیں کہاں کہاں تک پھیلتی چلی گئیں۔

اس کے علاوہ اس خصوصیت کی حامل بھی ہے کہ ہندوستان میں بانی سلسلہ قادریہ مخدوم سید محمد صلی اللہ علیہ وسلم غوث حلہی ثم اچوی سے لیکر حضرت سید سلطان حیدر بخش گیلانی تک نسبی سلسلہ بیعت اور باپ درویشی پر ایک مستند دستاویز ہے۔

زیر نظر کتاب اپنے نام کی مناسبت سے یہ معلومات بھی فراہم کرتی ہے کہ یہ سلسلہ تصوف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر قائم آئمہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے فیض یاب ہوتا ہوا جناب غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ تک آپہنچتا ہے اور پشت در پشت اپنوں ہی میں بڑھتا، پھولتا، پھلتا ہوا حضرت جناب سید سلطان حیدر بخش گیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ تک آپہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چند واسطوں سے سلسلہ نسبی میں بھی حضرت جناب سید محمد غوث المعروف بالا پیر امیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ سے جاتے ہیں۔

حضرت سلطان سید حیدر بخش گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار گوہر بارا اگرچہ مشرقی پنجاب میں سلطان پور لودھیان (بھارت) میں ہے۔ تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکلوتے نور نظر صاحبزادہ عالی وقار سید حسن بخش المعروف حسنین سائیں گیلانی کی اولاد امجد آج بھی شیخو شریف اوکاڑہ (پاکستان) میں آباد و شاد ہے اور یہ سلسلہ تصوف ظاہری سادگی کے باوجود عظیم الشان اسلاف صالحین کی عظیم الشان روایات کا حامل سلسلہ ہے۔

اس سے آگے حضرت جناب سید غلام غوث گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شاخ علیحدہ ہو گئی جس کے بانی حضرت سید امان اللہ شاہ المعروف سلطان ہاتھی وان ہیں۔ جن کی آخری آرام گاہ جھنگ صدر میں ہر خاص و عام کیلئے مرجع خلاق ہے۔

چند مشائخ عظام کے حالات زندگی میسر نہ ہونے کی صورت میں کئی مشائخ کرام اور متولیان و سجادہ نشیاں سے رابطہ قائم کیا گیا مگر گوہر مقصود ہاتھ نہ آسکا۔  
بقول شاعر:-

تم باذن اللہ جو کہتے تھے وہ رخصت ہوئے  
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

آخر کار احقر مولف کو مرشدی و مربی حضرت مخدوم صاحب قبلہ نے فرمایا کہ جاؤ اور حضرت جناب حاجی الحرمین سید افضال حسین شاہ گیلانی قادری مدظلہ العالی شیخو شریف ضلع اوکاڑہ کی خدمت عالیہ میں حاضری دو۔ یقیناً مقصد حاصل ہوگا۔ چنانچہ میں شیخو شریف پہنچا اور اپنی گزارشات جناب موصوف گیلانی صاحب کے پیش کیں۔ آپ نے ہماری ڈھارس بندھائی اور تسلی و تشفی دی اور بہت سے معاملات میں میری رہنمائی فرمائی۔

زیر نظر کتاب میں ایک مقالہ بصورت استغاثہ بحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی کا تحریر کردہ ہے۔ لیکن آپ کی علالت ہمارے درمیان حائل ہوگئی اور بہت سی معلومات رہ گئیں تقریباً ایک سال بعد دوبارہ رابطہ بحال ہوا اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اس ضمن میں جناب منشی صوفی عبدالغفور صاحب دامت برکاتہ کا بھی بہت ہی ممنون و مشکور ہوں کیونکہ آپ نے پیرانہ سالی کے باوجود اس کتاب کے مسودہ پر نظر ثانی کرنے کا بیڑا اٹھایا اور اس کٹھن کام میں میری امداد فرمائی۔ اللہ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائیں۔  
آمین ثم آمین:

ہر کتاب خوبیوں کا مجموعہ نہیں ہوتی۔ کچھ نہ کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں عین ممکن ہے کہ اس کتاب میں بھی کچھ سقم ہوں۔ جس کیلئے بندہ اہل فضل و کمال سے معذرت خواہ ہے اگر کوئی نقص ہو تو اصلاح فرمادیں یا بندہ حقیر کو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ اس کی آئندہ ایڈیشن میں تلافی کر دی جائے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میں اپنی بے بضاعتی کے باوجود جو کچھ مواد جمع کر سکا ہوں وہ حقائق کی نقاب کشائی میں کافی و وافی ہو اور قارئین کرام ان بزرگوں کے دینی و روحانی فیض سے تاقیامت مستفید ہوتے رہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

احقر العباد درگاہ قادریہ مرادیہ

صابر حسین قادری

چک نمبر L-108/9 ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع ساہیوال

۱۴ جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ بروز منگل بمطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۵

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حمد بے حد و بے قیاس اس ایک اللہ جل شانہ کے لئے جو رحمان ہے اور رحیم بھی۔  
وحدت اور یکتائی اس کی ذاتی صفت ہے۔

شکر بھی اسی ایک اللہ کا جس کی مشیت سے تعینات کی تمام قسموں کا ظہور ہوا۔ وہ  
ایسی بڑائی و کبریائی والا ہے کہ دنیا و آخرت کی ہر شے اس کا بارگاہ لم یزل میں سجدہ ریز ہے۔  
وہ ایسا خالق اکبر ہے کہ جس نے اپنے ایک ہی حکم ”کن“ سے کائنات کو پیدا کیا۔  
وہ ایسا قادر مطلق ہے کہ اس کی کمال قدرت کا احاطہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ صدیقین اس کی  
ذات کے تعین میں بے بس اور معذور ہیں۔ شہد اس کے جمال کی تعریف کرنے سے عاجز  
اور قاصر ہیں۔ وہ ایسا کریم ہے کہ اس خزانہ غیب سے ماننے والے اور نہ ماننے والے ہر  
ایک کو یکساں رزق ملتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کی تعریف اور شکر کرنے میں بالکل عاجز و ماندہ  
ہوں۔ اور یا اللہ اشرف المخلوقات میں سے تیرے بہترین بندے تجھے سب سے زیادہ  
جانتے اور پہچاننے والے تیرے انبیاء و مرسلین جب یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ  
عِبَادَتِكَ وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ۔

”تو میں کندہ ناتراش افضال بدخصال کسی گنتی میں ہوں“ یا اللہ تجھے تیرے  
حبیب صاحب معراج محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی خوب جانا اور پہچانا ہے اور تیرے محبوب  
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی خوب تیری تعریف کی ہے کہ تو ویسا ہی ہے۔ جیسا تو اپنے آپ کو  
کہتا ہے۔

وَلَذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَىٰ أَعْلَىٰ وَأَوْلَىٰ وَآتِمُّوهُمُ وَأَعْظَمُوهُمُ وَأَكْبَرُوهُمُ

مَالِكُ الْمَلِكِ لِأَشْرِكِ لَهُ

وَحُدَّةُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

نعت: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهِ

وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اَبَدًا اَبَدًا

اس مالک کوثر تاجدار لولاک و رسالت صاحب معراج و شفاعت کی شان میں

بھلا میں کیا کہوں! کہ میں اس کے بندگانِ درگاہ کے غلاموں میں سے ایک کمینہ غلام ہوں۔ اس محبوب رب العالمین کی نعت میں خود اللہ جل شانہ فرما رہا ہے کہ ”اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ“

”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ وَاَسُوْفُ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی“

اس اندازِ محبتانہ سے بڑھ کر کون ہے جو نعتِ رسول ﷺ کہہ سکے۔ سب عاجز و معذور ہیں۔ یا اللہ تو اپنے رسول کی بہترین نعت کہنے والا ہے اور تیرا رسول ﷺ تیری بہترین حمد کہنے والا ہے میں تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے سامنے دو کریموں کی بارگاہ عاجز پناہ میں سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت آسان فرما۔ میری دنیا و آخرت نیک فرما۔ میرے احوال سنوار دے مجھے اسلام پہ زندہ رکھ اور ایمان کی پختگی اور سچائی پر موت عطا فرما۔ اور روزِ جزا اپنے محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی شفاعت سے سرفراز فرما آمین ثم آمین یا رب العالمین



## ”ذکر حضور سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم“

حضور سرور عالم نبی اکرم علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے بعد تمام مخلوقات میں سے بزرگ و برتر ہیں۔ تمام کائنات آپ کے صدقے میں خلق ہوئی اور ساری موجودات آپ کے وجود مسعود کی برکت سے قائم ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔  
 خَلَقَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِي وَكُلُّ خَلْقٍ مِنْ نُورِي “ترجمہ:- خدانے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ (اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو میں کسی چیز کو بھی پیدا نہ کرتا)۔“ اس طرح کے اور بھی بیشتر کلمات حقہ حدیث قدسی کا حصہ ہیں اور اس حقیقت پر سب سے قوی دلیل ہے کہ پاکیزگی نسب کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرفائے قریش مکہ میں سے صحیح الطرفین نجیب الجائین تھے۔

عالی قدر والد عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف تھے۔ اور والدہ ماجدہ سیدۃ آمنہ بنت وہب بن عبد المناف تھیں۔ آپ کا تعلق قبیلہ زہرہ سے تھا۔ جو قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھا۔ آپ نبی عربی الحنی۔ حجازی۔ ہاشمی۔ قریشی اور بنی عبد المطلب مختار مکہ کے برگزیدہ و منتخب ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل عرب کے اولاد و امجاد میں سے افضل ترین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نسب میں انتہائی گہرے حسب میں بہت اشرف اور آپ کا

قبیلہ و خاندان پورے عرب میں اپنی اصل کے لحاظ سے پاکیزہ اور اپنی شاخوں یعنی اولاد کے لحاظ سے بہت زیادہ پھیلا ہوا ہے۔ اور انتہائی قابل قدر عزت و شوکت والا ہے اس مقدس قبیلے کی زبان بہت فصیح و بلیغ ہے۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری پیدائش نکاح سے ہوئی اور سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر میرے والدین اور پھر میری پیدائش تک میرا سارا سلسلہ نسب جاہلیت کی برائیوں سے پاک ہے۔ آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ اور والد گرامی دونوں اطراف سے انتہائی اعلیٰ و افضل حسب نسب سے ہیں اور اس افضل ترین شہر سے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت قابل تکریم اور عزت والا ہے۔ اس پر سورۃ بلد کی پہلی تین آیات دلیل ہیں اس موضوع پر حافظ محدث شمس الدین بن ناصر الدین کا قول ہے کس قدر بہترین اور شاندار ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی عزت تکریم کی خاطر ان کے آباؤ اجداد کو محفوظ رکھا تا کہ ان کے نام پہ حرف نہ آئے۔ اور آپ کے آباؤ اجداد میں آدم سے لے کر آپ کے والدین تک کوئی زنا کا مرتکب نہیں ہوا۔

حضور ﷺ کے ذاتی نام دو ہیں۔ جو قبل از ولادت اللہ رب العزت نے آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو تعلیم فرمائے۔ دادا کو حکم ہوا کہ محمد ﷺ رکھو اور ایسا نام آپ ﷺ سے پہلے بنی آدم میں سے کسی کا نہ تھا اور والدہ کو حکم ہوا کہ احمد نام رکھو اسلئے کہ عرش پر ملائکہ میں یہ نام مشہور ہے حضور اقدس ﷺ کے صفاتی نام بے شمار ہیں۔ جن میں سے ننانوے نام اپنی عظمت و خصوصیت کے اعتبار سے خاص و عام کے ورد زبان ہیں۔ اور مستند کتابوں میں درج ہیں ان میں سے تبرکاً چند اسما حسب ذیل ہیں۔

1- محمد مصطفیٰ 2- احمد مجتبیٰ 3- سید المرسلین 4- خاتم النبیین 5- شفیع المذنبین  
 6- رحمت اللعالمین 7- یسین 8- بشیر 9- نذیر 10- طہ 11- منزل 12- مدثر 13- نور  
 14- سراج المنیر 15- صاحب التاج صاحب المعراج صاحب السیف ”یتیم“ مسکین“  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام اسماء میں سے مسکین زیادہ پسند تھا اور فرمایا کرتے تھے۔ اللّٰهُمَّ  
 اَحْنِيْ مَسْكِيْنَا وَاَحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ۔ اے اللہ مجھے بحیثیت مسکین زندہ  
 رکھ اور مجھے مسکین کی حیثیت سے ہی موت آئے اور میرا گروہ مساکین کے ساتھ ہی حشر  
 فرمانا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس خود مسکین تھی۔ اس لئے یتیموں اور مسکینوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
 بہت قریب رکھتے تھے اور ان کی حمایت اور اعانت کے لئے دل و جان سے کوشش فرماتے  
 تھے اور اپنے اصحاب پاک کو بھی یتیموں اور مسکینوں کی خبر گیری کے سلسلہ میں از حد تاکید  
 فرماتے تھے۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کو ہر ایک آسمانی صحیفہ میں لکھا ہے  
 چنانچہ تورات میں حامد۔ صعلوک۔ قتال اور انجیل میں احمد ”قارقلیطا“ اور قرآن شریف  
 میں محمود“ احمد کے علاوہ مختلف القاب محبوبانہ سے یاد کیا گیا۔

عاشقِ غوثِ اعظم حضرت شاہ ابوالمعالی قادری کرمانی لاہوری علیہ الرحمۃ حضور  
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ  
 سفید سرخی ملا ہوا تھا۔ چہرہ انور بلخ ”فراخ پیشانی“ باریک ابرو ”کشادہ دندان“ ”سیاہ چشم  
 حیا دار“ ”بلند ناک“ بھرے ہوئے لبے بازو ”سروقد“ گنجان ریش مبارک“ باریک بال  
 تنگ دہانہ تھا۔

حضور ﷺ کی ولادت اطہر علمائے ملت کی متفقہ رائے کے مطابق واقعہ اصحاب  
 فیل کے سال میں ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے روز پو پھوٹنے کے بعد ہوئی گویا اس  
 تاریخی واقعہ کو گزرے ابھی چالیس یا پچپن دن ہی گزرے ہوں گے بعض بزرگوں کا خیال  
 یوں ہے کہ حضور اقدس کی ولادت اور ابرہہ کا حملہ (واقعہ اصحاب فیل) دونوں ساتھ ساتھ  
 ہوئے ایک لحاظ سے نوشیرواں کے زمانہ میں اس کی حکومت بیالیس (42) سال میں  
 حضور ﷺ جلوہ آرا ہوئے۔ جبکہ سکندر اعظم مقدونوی کو دنیا سے رخصت ہوئے 672 برس  
 بیت چکے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ  
 سے لیکر حضور اقدس کی ولادت تک کل چھ سو سال کا فرق تھا۔ چالیس برس کی عمر میں رمضان  
 المبارک کے رحمت بھرے مہینہ میں آپ پر کلام الہی کا نزول شروع ہوا۔ بعض علمائے  
 حدیث کے مطابق وحی نازل ہونے کی ابتداء حضور ﷺ کی عمر عزیز کے اکتالیسویں سال  
 میں تین ربیع الاول کو پیر کے روز ہوئی۔ وہ معجزے جو نبی اکرم ﷺ سے ظاہر ہوئے۔ ان کی  
 مثال پہلے نبیوں میں نہیں ملتی۔ ان کی تفصیل کتب سیرۃ و تواریخ مثلاً مدارج النبوة اعجاز  
 نبوی۔ صحاح ستہ میں موجود ہے۔ یہ معجزات ایک ہزار سے زائد بیان کئے گئے ہیں۔ معجزہ  
 نزول قرآن اور اس کی فصاحت و بلاغت معجزہ شق القمر اور عروج معراج

ان پر استادان فن تاریخ نے مدلل بحث کی ہے اور علماء سلف کے علاوہ عہد حاضر  
 کے علماء کی کتب آج بھی شاہد و موجود ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا عروج معراج (مشاہدات  
 قاب و قوسین) علم حدیث کے اکثر علماء کے فیصلہ کے تحت ربیع الاول میں بعثت نبوی ﷺ  
 کے بارہویں سال ہوا بعض علماء شوال کا مہینہ اور بعثت کا گیارہواں سال بتاتے ہیں۔



نہ میرے علم میں اتنی وسعت، نہ میرے قلم میں اتنی سکت اور نہ ان اوراق میں اتنی  
 گنجائش ”بس اپنی بخشش کیلئے یہ چند اوراق تحریر کئے ہیں تاکہ بارہ گاہ ذوالجلال میں سرخ  
 رُو ہو سکوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَصَلِّ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى عَلِيٍّ  
 رَسُولِ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ

آپ ﷺ کی کنیت ابوالحسن اور ابو تراب ہے اور لقب مرتضیٰ اور اسد اللہ ہے اور نام گرامی علی ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت خانہ کعبہ میں ۱۲ رجب المرجب ۲۳ سال قبل از ہجرت ہوئی دنیا میں یہ شرف کسی کو حاصل نہ ہوا۔ تاریخ عالم میں سب سے پہلی مثال آپ ﷺ ہی کی ہے۔ جو خانہ خدا میں تولد ہوئے۔ اوائل عمر سے ہی آپ ﷺ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور بچوں میں سب سے پہلے آپ ﷺ نے اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام گرامی فاطمہ بنت اسد تھا اور والد گرامی حضرت عبدالمطلب کے صاحبزادے ابوطالب (چچا رسول خدا) تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطالب کے پاس پرورش پائی۔ آپ ﷺ کی تمام عمر نصرت رسول اور خدمت اسلام میں صرف ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ﷺ کی شان میں کثیر التعداد حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں۔ جو کتب اسلام میں درج ہیں حدیث تاریخ کی تمام کتابوں میں آپ ﷺ کے بے شمار فضائل درج ہیں۔

اسلامی جنگوں میں کوئی ایسی جنگ نہیں جس میں حضرت علی ﷺ شریک نہ ہوئے ہوں اور ہر جنگ کی فتح کا سہرا آپ ﷺ ہی کے سر ہوتا تھا۔ خیبر کی جنگ فتح نہ ہوتی تھی جو جاتانا کام واپس آتا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل علم ایسے شخص کو دوڑگا جو کرار غیر فرار ہوگا چنانچہ دوسرے روز علم فوج حضرت علی ﷺ کو دیا گیا آپ ﷺ آشوب چشم میں مبتلا تھے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا تو آپ ﷺ کی آنکھیں فوراً ٹھیک ہو گئیں اور آپ ﷺ میدان میں مقابلہ

کو پہنچے تو مرحب یہ شعر پڑھتا ہوا مقابلہ کے لئے آیا۔

تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ کون مرحب؟ جو مسلم اور تجربہ کار بہادر ہے حضرت علیؑ رجز خواں ہوئے اور فرمایا۔

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے جس کا نام حیدر رکھا۔ جو جنگل کے شیروں کی طرح مہیب ہے جنگ ہوئی اور مرحب مارا گیا اتنا زبردست حملہ کیا کہ کفار قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا آپؑ نے دروازہ اکھاڑ کر لشکر اسلام کے لئے راستہ بنایا اور خیبر فتح ہو گیا اسلامی جنگوں میں مقتولین کی سب سے زیادہ تعداد آپؑ کے حصہ کی ہے جنگ خندق میں آپؑ جب عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل کفر کے مقابلہ میں کل ایمان کو بھیج رہا ہوں اور جب آپؑ نے فتح پائی اور رسول خدا نے فرمایا علیؑ کی ایک جنگ خندق دونوں جہاں کی عبادت سے گراں ہے۔ علامہ عبید اللہ امرتسری نے لکھا ہے کہ علیؑ کی شجاعت سے جتنا فائدہ اسلام کو پہنچا اور کسی سے نہیں پہنچا۔ فتح مکہ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم کعبہ کو بتوں سے پاک کیا تو علیؑ کو بتوں کو گرانے کا حکم دیا۔ علیؑ دوش رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سوار ہوئے اور بتوں کو توڑتے چلے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے پوچھا تم اپنے آپ کو اس وقت کیسا پاتے ہو۔ آپؑ نے فرمایا۔ ایسا دیکھتا ہوں کہ حجابوں کے پردے سامنے سے ہٹ گئے ہیں اور سر عرش الہی تک پہنچ گیا ہوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ زہے نصیب تمہارا کہ کا حق کرتے ہو اور زہے نصیب میرا کہ باحق اٹھاتا ہوں بتوں کو توڑ کر حضرت علیؑ کو دپڑے اور تبسم فرمانے لگے۔

آنحضرتؐ نے فرمایا اور پوچھا علیؑ کس بات پر خوش ہوتے ہو۔ حضرت علیؑ نے



فرمایا میں اتنی بلندی سے کودا اور کوئی زحمت نہ ہوئی۔ اس بات پر خوش ہوتا ہوں  
 آنحضرت ﷺ نے فرمایا زحمت کیسے ہوتی محمد ﷺ نے چڑھایا جبرائیل نے اتارا۔  
 آپ ﷺ کی سب سے پہلی شادی جناب فاطمۃ الزہراء ﷺ دختر رحمت اللعالمین سے  
 ہوئی جن کے بطن سے دو شہزادے امام حسن ﷺ، امام حسین ﷺ اور دو شہزادیاں ام  
 کلثوم ﷺ و ام زینب ﷺ پیدا ہوئیں۔ جناب فاطمہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ نے  
 متعدد شادیاں کیں۔ جن سے کافی اولاد ہوئی۔ حسنین کے بعد حضرت عباس ﷺ اور  
 حضرت محمد حنیفہ ﷺ سب سے افضل ہیں۔

اَنَا مَدِينَتُهُ الْعِلْمَ وَعَلَىٰ بَابِهَا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں شہر علم ہوں اور  
 علی ﷺ اس کے دروازہ ہیں۔ آپ ﷺ کے علم کے متعلق اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو  
 سکتی ہے۔ تمام علوم کا سرچشمہ آپ ﷺ کی ذات گرامی تھی۔ اصحاب رسول ﷺ آپ ﷺ  
 کے فیصلوں پر ناز کرتے تھے۔ حدیث، فقہ اور تفسیر میں بعد رسول ﷺ آپ ﷺ سے افضل  
 کوئی نہیں ہے اور دیگر علوم عقلی میں بھی رسول اکرم ﷺ کے بعد آپ کامل ترین انسان  
 ہیں۔ نجوم، فلسفہ، ہیئت، ریاضی، جبر و مقابلہ، علم کلام، معانی و بیان، صرف و نحو،  
 منطق، ریاضی سب علوم آپ ﷺ کے رہیں منت ہیں۔ حضرت فاروق اعظم ﷺ نے  
 فرمایا کہ جب علی ﷺ مسجد میں ہوں تو اور کوئی شخص فتویٰ بیان نہ کرے۔

آپ ﷺ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ محنت و مشقت میں بسر کرتے تھے۔ آپ ﷺ  
 کے کپڑوں پر پیوند لگے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس صرف ایک چادر تھی جو تا خودی کر پہنتے  
 تھے۔ اس قدر بہادری کے باوجود غذا صرف جو کی سوکھی روٹی تھی۔ محنت سے بچوں کو پالتے۔ بلکہ  
 خود نہ کھاتے اور مسکینوں کو کھلا دیتے تھے اور خود بھوکے رہتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ

جب تک میری حکومت میں ایک بھی بھوکا موجود ہے کیسے سیر ہو کر کھا سکتا ہوں۔  
 آپ ﷺ قائم اللیل اور صائم النہارتھے۔ رات کو ہر وقت تکبیروں کی آواز آپ ﷺ کے  
 مکان سے آتی رہتی تھی۔

آپ ﷺ کے سر اقدس پر 19 رمضان المبارک ۴۰ھ وقت صبح محراب مکہ کوفہ  
 میں عبدالرحمن بن ملجم نے حالت سجدہ میں تلوار کا وار کیا۔ آپ ﷺ کی شہادت ۲۱ رمضان  
 المبارک کو واقع ہوئی۔ جب قاتل کو آپ ﷺ کے حضور پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس کی  
 مشکلیں کھلوا دیں اور جب شربت پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے پہلے قاتل کو پلوایا۔ آپ ﷺ  
 کی عمر شریف تریسٹھ (63) یا پینسٹھ (65) سال تھی۔ آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش الملک اللہ  
 بتایا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی خاطر دو بار سورج کو مغرب سے واپس فرمایا۔ ایک بار  
 آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں اور دوسری مرتبہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد۔ مزار  
 مبارک نجف اشرف میں ہے شواہد النبوت میں ہے کہ حضرت علی ﷺ نے حضرت امام  
 حسن ﷺ اور حضرت امام حسین ﷺ کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری  
 میت کو تابوت میں رکھ کر باہر جانا اور نجف کے مقام غزنین میں لے جانا وہاں ایک سفید پتھر  
 ملے گا جس میں سے سفید روشنی نمودار ہوگی اور وہ پتھر بہت روشن ہوگا اس پتھر کو وہاں سے  
 اٹھانا تو اس کے نیچے زمین میں ایک کشادہ گڑھا نظر آئے گا وہاں مجھے دفن کر دینا۔

یہ تھیں خدا کی برگزیدہ ہستیاں جنہوں نے شجر اسلام کی اپنے خون سے آبیاری  
 کی۔ تمام صوفیائے کرام اور اولیائے عظام آپ ﷺ ہی کو اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ صوفیوں

جتنے سلسلے ہیں ان کا شجرہ آپ ﷺ کی ذات مبارک پر ختم ہوتا ہے زندگی بھر خدا کی عبادت کی۔ رسول اللہ ﷺ کی نصرت اور اسلام کی حفاظت و خدمت کرتے رہے اور اپنے بعد ایسا سلسلہ چھوڑ گئے کہ قیامت تک اسلام کی حفاظت اور خدمت کرتا رہے گا۔

کے را میسر شد ایں سعادت      بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ﷺ کا نام حسن ﷺ کنیت ابو محمد ﷺ اور لقب ریحانۃ النبی ﷺ تھا۔ آپ ﷺ ۱۵ رمضان المبارک ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ الزہراء ﷺ جگر گوشہ رسول ﷺ تھیں۔ امام حسن ﷺ شکل و صورت میں اپنے نانا حضرت رسول اکرم ﷺ سے بہت ملتے جلتے تھے۔ آٹھ برس تک نانا کی آغوشِ محبت اور دامنِ نبوت میں پرورش پائی۔ آنحضرت ﷺ امام حسن ﷺ کو بڑے لاڈ اور پیار سے رکھتے تھے۔ اور ہر طرح ان کی ناز برداری کرتے تھے۔ بلوغت کو پہنچنے کے بعد کسی میدان میں بھی آپ ﷺ کا قدم پیچھے نہ رہا۔ ایک دفعہ حضرت عثمان غنی ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے زخمی بھی ہوئے تھے۔ جنگِ جمل و صفین میں اپنے پدر بزرگوار کے شانہ بشانہ تھے۔ حضرت علی ﷺ کی شہادت کے بعد تمام اہل عراق نے آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی اور ماہ رمضان المبارک ۴۰ھ میں حضرت حسن ﷺ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔

لیکن آپ ﷺ نے خلافت کے چھ ماہ بعد حضرت امیر معاویہ ﷺ کے حق میں دست برداری کا اعلان فرمادیا چونکہ حسن ﷺ بڑے نرم مزاج، بردبار اور امن پسند تھے اور جنگ و جدل سے آپ ﷺ کو طبعی نفرت تھی اور حضرت امیر معاویہ ﷺ جنگ کرنا چاہتے تھے۔ دست برداری کے نو سال بعد ۵۰ھ میں بیت المقدس میں انتقال فرمایا۔ آپ ﷺ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے کی بڑی تمنا تھی۔ حضرت عائشہ ﷺ سے اس کی اجازت طلب کی۔

آپ ﷺ نے بخوشی اس کی اجازت دے دی۔ حضرت حسن ﷺ نے پھر وصیت فرمادی کہ میری وفات کے بعد دوبارہ اجازت لینا ممکن ہے زندگی میں میری مروت سے اجازت دی ہو۔ اگر بعد از وفات بھی وہ اجازت دے دیں تو روضہ نبوی ﷺ میں دفن کرنا۔ مجھ کو خطرہ ہے کہ اس میں بنی امیہ مزاحم ہوں گے اگر یہ صورت پیش آئے تو روضہ نبوی ﷺ میں دفن کرنے پر اصرار نہ کرنا اور بقیع کے گورِ غریباں میں دفن کر دینا وفات کے بعد حضرت حسن ﷺ کا خیال درست نکلا۔ حضرت عائشہ ﷺ نے تو حسب سابق اجازت دے دی۔ مگر بنو امیہ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ جب حضرت عثمان ﷺ کو یہاں دفن نہیں کیا گیا تو حسن ﷺ کو یہ اعزاز کیوں مل سکتا ہے حضرت حسین ﷺ بزور شمشیر دفن کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور قریب تھا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں تلواریں چل جائیں کہ اتنے میں مشہور اصحابی حضرت ابو ہریرہ ﷺ وہاں پہنچ گئے یہ دیکھ کر ”چلائے“ کہ یہ کیا ستم ہے کہ ابن رسول اللہ ﷺ کو نانا کے پہلو میں دفن کئے جانے سے روکا جاتا ہے۔ پھر حضرت حسین ﷺ کو حضرت حسن ﷺ کی وصیت یاد دلائی کہ اگر خون ریزی کا خطرہ ہو تو بقیع کے قبرستان دفن کر دینا اس یاد دہانی پر حضرت حسین ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ سعید بن العاص ﷺ والی مدینہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اقلیم مصالحت کے تاجدار اور حلم و بردباری کے پیکر کو ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ الزہرہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

”تمت بالخیر“

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ﷺ کی کنیت ابو عبد اللہ، لقب شہید اور سید "اسم گرامی حسین ﷺ بن علی ﷺ بن ابوطالب ہے۔ آپ بارہ اماموں میں سے تیسرے امام اور سب کے سردار ہیں۔ آپ ﷺ کی ولادت ہجرت کے چوتھے سال چار شعبان بروز سہ شنبہ مدینہ المنورہ میں ہوئی۔ روایت ہے کہ آپ ﷺ کی مدت حمل چھ ماہ تھی۔ آج تک دنیا میں چھ ماہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہا ہے بجز آپ ﷺ کے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام کے۔ حضرت امام حسن ﷺ کی ولادت اور امام حسین ﷺ کے ساتھ علوق کے مابین صرف پچاس دن کا وقفہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے آپ ﷺ کا نام حسین ﷺ رکھا۔ آپ ﷺ ایسے حسین اور خوبصورت تھے کہ جب تاریکی میں آپ ﷺ موجود ہوتے تو آپ ﷺ کی پیشانی اور چہرہ انور کی درخشانی کی روشنی میں لوگ راستہ چلتے اور تاریکی کا فور ہو جاتی۔ روایت ہے کہ اک بار جب آنحضرت ﷺ کے سامنے حضرت حسن ﷺ اور حضرت حسین ﷺ باہم کشتی لڑتے تھے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن ﷺ سے فرمایا کہ حسین ﷺ کو پکڑیں۔ حضرت فاطمہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کہ آپ ﷺ بڑے کو حکم دیتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی جبریلؑ نے حسین ﷺ سے حسن ﷺ کو پکڑنے کو کہا ہے۔

آپ ﷺ کی عمر شریف ستاون سال اور پانچ ماہ تھی۔ آپ ﷺ کی شہادت عشرہ محرم کے دن نماز فجر کے وقت ایک روایت میں ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن جمعہ کے وقت پر

مقام کربلا میں اکٹھ ہجری میں ہوئی۔ روایت ہے کہ شہادت کے دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھایا جاتا۔

اس کے نیچے تازہ خون موجود ملتا۔ بعض روایتوں میں ہے۔ کہ شہادت کے دن آسمان سے خون کی بارش ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کا مزار مقدس کربلا معلیٰ میں مرجع خلأق ہے۔

خواجہ غریب نواز آپ ﷺ کی شان میں بعقیدت حق رطب اللسان ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں۔

شاہ است حسین ﷺ بادشاہ است حسین  
سردادند دست در دست یزید  
دین است حسین ﷺ دین پناہ است حسین ﷺ  
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین ﷺ

بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ  
آں امام عاشقان نور بتول ﷺ  
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر  
سر ابراہیم واسمعیل بود  
خون او تفسیر این اسرار کرد  
تنیخ لاچوں از میاں بیروں کشید  
نقشِ الا اللہ بر صحرانوشت  
اے صباے پیک دور افتادگان

سرو آزاد زبنتان رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
معنی ذبح عظیم آمد پسر  
یعنی آں اجمال را تفصیل بود  
ملتِ خوا بیدہ راہ بیدار کرد  
از رگ ارباب باطل خون کشید  
سطر عنوانِ نجات مانوشت  
اشک ما بر خاک پاک اورساں

تمت بالخیر

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ﷺ کی کنیت ابو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابو الحسن اور ابو بکر ہے۔ لقب سجاد اور زین العابدین ہے۔ اسم گرامی علی ﷺ بن حسین بن حیدر کرار علی المرتضیٰ ہے۔ ولادت بمقام مدینہ منورہ ہوئی۔ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی بی بی شہربانو بنت یزدگرد بن نوشیرواں عادل تھا۔ سال ولادت ۳۳ھ مطابق ۶۵۳ء ہے۔ آنحضور ﷺ صحابہ کرام کے بعد تمام اہل زمانہ میں عابد ترین اور دنیائے تصوف و معرفت کے آفتاب تھے۔ آپ ﷺ نے عظیم ترین صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین مثلاً حضرت امام حسین ﷺ، حضرت ابن عباس ﷺ، حضرت مستور ﷺ، حضرت ابورافع سید ابن مسیب ﷺ اور ازواج مطہرات میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ، حضرت ام سلمہ ﷺ، حضرت صفیہ ﷺ وغیرہ سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے۔ تبع تابعین کے سب بزرگ آپ ﷺ کی عظمت کے قائل ہیں۔ آپ ﷺ کم سنی سے ہی فصیح البیان تھے۔ واقعہ کربلا کے بعد حضرت امام حسین ﷺ شہید کربلا کے صاحبزادوں میں سے صرف آپ ﷺ تنہا باقی رہ گئے تھے۔ آپ ﷺ کے آٹھ فرزند تھے اور کوئی دختر تولد نہ ہوئی ان آٹھ فرزند ان کی نسل میں رب العالمین نے اتنی برکت عطا فرمائی کہ آج کل دنیا میں سادات کا گھرانہ قائم و دائم ہے۔

دنیا نے اسلام میں کل حسینی سادات آپ ﷺ کی اولاد سے ہیں۔ علامہ الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ تیرہ سال کے تھے کہ جب واقعہ کربلا پیش آیا۔ آپ ﷺ کو اس لئے شہید نہ کیا گیا کہ آپ ﷺ بیمار تھے۔ آپ ﷺ نہایت کریم اور عبادت گزار تھے۔ روایت ہے کہ ہشام بن عبد الملک

بن مروان حج کے لئے مکہ معظمہ آیا۔ جب بیت اللہ کا طواف کر کے حجر اسود کو



بوسہ دینے کے لئے بڑھا تو خلقت کے ہجوم کی وجہ سے اس کو راستہ نہ مل سکا۔ تب منبر پر چڑھ کر اس نے خطبہ دیا۔ اس دوران زین العابدین تشریف لے آئے۔ تو سارا مجمع کائی کی طرح چھٹ گیا جب حجر اسود کے نزدیک تشریف لے گئے۔ تو مخلوق نے آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے حجر اسود کو خالی کر دیا تو آپ ﷺ نے بوسہ دیا۔ اس بات سے خاندان رسالت مآب ﷺ کی عظمت صاف عیاں ہوتی ہے۔ فرزوق مشہور شاعر نے اس موقعہ پر فی البدیہہ شعر کہے۔ جس میں آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے خاندان کی بے انتہا تعریف و توصیف کی گئی تھی۔ جس پر ہشام نے اس شاعر کو بمقام عسفان جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے قید کر دیا جب حضرت زین العابدین ﷺ کو پتہ چلا۔ تو آپ ﷺ نے بارہ ہزار درہم اس کو بھیجے۔ مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور آخر آپ ﷺ کے فرمان کی تعمیل میں پھر لے لئے۔

آپ ﷺ کا وصال شہزادہ داراشکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ محرم الحرام ۹۵ھ مطابق ۷۱۳ء لکھا ہے لیکن علامہ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ۹۹ھ مطابق ۷۱۷ء تحریر کی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف ۵۸ سال تحریر کی ہے مزار پر انوار جنت البقیع میں حضرت امام حسن ﷺ کے روضہ اطہر کے پہلو میں ہے واقعہ کربلا کے بعد آپ ﷺ کی زندگی کی کلیم بشاشت و طمانیت ہمیشہ کیلئے معدوم و ختم ہو گئی اور حضور ﷺ تا دم آخر مغموں و محزون ہی رہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن علی رضی اللہ عنہ بن امام حسین رضی اللہ عنہ لقب باقر اور کنیت ابو جعفر ہے آپ رضی اللہ عنہ امام خامس ہیں ۵۷ھ مطابق ۶۷۶ء میں مدینہ منورہ میں ولادت باسعادت ماہ صفر میں ہوئی۔ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت حسن رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھا۔ ہادی برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا۔ کہ اس نام کا میری آل میں ایک فرزند تولد ہوگا اور تم اس وقت زندہ ہو گے تو تم اس سے میرا سلام کہہ دینا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے۔ علوم ظاہری و باطنی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، ابن مسیب رضی اللہ عنہ اور ابن حنیفہ سے حاصل کئے۔

آپ رضی اللہ عنہ باقر اس لئے کہلاتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے علم شق کیا اور اس کی جڑ کو پہچانا۔ اہل عراق کے ایک گروہ کی نسبت آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے اور اپنے آپ کو اہل بیت کا دوست سمجھتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو تحریر کیا جو شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دشمن کہتا ہے۔ مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں اور اگر میں حاکم ہوا تو جو لوگ ان دونوں کو برا سمجھتے ہیں۔ ان کے خون کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کا ذریعہ بناؤں گا۔ لکھا ہے جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا اور درود وظائف سے فارغ ہو جاتے تو باواز بلند اپنی مناجات پڑھتے کہ اے بار الہارات آگئی شہنشاہوں کی حکومت ختم ہوگئی۔ آسمان پر ستارے نکل آئے اور لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے اور بنو امیہ آرام پا گئے۔ اور انہوں نے اپنی دنیاوی خواہشات کو چھپا دیا اور اپنے دروازے بند کر لئے اور ان پر پہرے دار متعین کر دیئے۔ اے پاک

پروردگار! لیکن تو زندہ ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور دیکھنے والا ہے۔ تیری ذات پاک پر نیند اونگھ کا کوئی اثر نہیں پھر تیری ذات اقدس کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کرتی۔

آپ ﷺ کے چار فرزند اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ عمر مبارک ۳۷ سال کی ہوئی تو بقول علامہ عبدالوہاب شعرانی ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۵ء وصال فرمایا۔ مداعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق بھی آپ ﷺ کی وفات ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۵ء میں ہوئی یحییٰ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ۱۱۸ھ مطابق ۷۳۶ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق ﷺ کے قول کے مطابق ۱۱۴ھ مطابق ۷۳۲ء تحریر کی ہے۔

مزار اقدس جنت البقیع میں حضرت امام زین العابدین ﷺ کے روضہ اقدس کے متصل ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ﷺ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو اسمعیل ہے لقب صادق اور اسم گرامی جعفر بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن علی بن حسین بن علی المرتضیٰ ﷺ ہے۔ آپ چھٹے امام ہیں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کا نام فردہ بنت ابوقاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن ابوبکر صدیق ﷺ ہے۔ امام جعفر ﷺ کو خرقہ کی نسبت دو طرف سے حاصل ہے۔ ایک امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم باقر ﷺ کے واسطے سے حضرت علی ﷺ اور دوسرے اپنی ماں کے باپ حضرت قاسم ﷺ بن محمد ﷺ بن ابوبکر ﷺ کے واسطے سے اُن کو سلیمان فارسی ﷺ سے اور ان کو حضرت صدیق اکبر ﷺ سے آپ کی ولادت بروز سوموار سترہ (۱۷) ربیع الاول ۸۰ھ میں اور دوسری روایت سے ۸۳ھ میں ہوئی۔ آپ ﷺ کی عمر اڑسٹھ (۶۸) سال اور بقول دیگر پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔ آپ ﷺ کا وصال بروز سوموار پندرہ رجب ۱۲۸ھ میں مدینہ المنورہ میں ہوا۔ آپ ﷺ کا مزار اقدس جنت البقیع میں ہے۔ اس ایک ہی قبہ شریف جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم باقر ﷺ اور امام زین العابدین ﷺ اور حضرت امام حسن ﷺ آسودہ ہیں۔ کتاب کشف المحجوب میں ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں لکھا ہے کہ امام جعفر صادق ﷺ ایک دن اپنے مولیٰ کے ساتھ بیٹھے تھے اور فرما رہے تھے کہ آؤ ہم بیعت کریں اور عہد کریں کہ ہم سے جس کو نجات حاصل ہو جائے وہ سب کی قیامت میں سفارش کرے گا حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ﷺ کو سفارش کی کیا حاجت ہے کیونکہ آپ ﷺ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام مخلوق کی سفارش فرمائیں گے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے اُن افعال کی وجہ سے شرمندہ ہوں۔ قیامت میں نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں

گا۔ آپ ﷺ کے مناقب اور کرامات کے متعلق جو کچھ بھی تحریر کیا جائے بہت کم ہے۔ کیونکہ امت محمدی ﷺ کے لئے نہ صرف بادشاہ اور حجت نبوی ﷺ کے لئے روشن دلیل ہیں بلکہ صدق و تحقیق پر عمل پیرا، اولیائے کرام کے باغ کا شہر آل علی ﷺ ”سردارانِ نبیاء“ ﷺ کے جگر گوشہ اور صحیح معنوں میں وارث نبی بھی ہیں۔ آپ ﷺ کا درجہ صحابہ کرام ﷺ کے بعد ہی آتا ہے لیکن اہل بیت میں شمولیت کی وجہ سے نہ صرف بابِ طریقت ہی میں آپ ﷺ سے ارشادات منقول ہیں اور بعض روایات بطور سعادت ہم یہاں بیان کر رہے ہیں آپ ﷺ نہ صرف مجموعہ کمالات و پیشوائے مشائخ ہیں بلکہ اربابِ ذوق اور عشاق و زہاد کے مقتدا بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی بہت سی تصانیف میں رموزِ خداوندی کو بڑے اچھے پیرائے میں فرمایا ہے اور حضرت امام باقر ﷺ کے بھی کثیر مناقب روایت کئے ہیں۔

غلط فہمی کا ازالہ: خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف تذکرہ اولیاء میں فرماتے ہیں کہ مجھے اُن کم فہم لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اہل سنت نعوذ باللہ اہل بیت ﷺ سے معاندت رکھتے ہیں۔ جب کہ صحیح معنوں میں اہل سنت ہی کا شمار اہل بیت سے محبت رکھنے والوں میں ہوتا ہے اس لئے اُن کے عقائد ہی میں یہ شے ہے کہ رسول ﷺ خدا پر ایمان لانے کے بعد ایمان اُن کی اولاد سے محبت کرنا لازمی ہے۔

عظمتِ اولیاء کا اظہار: خلیفہ منصور نے ایک شب اپنے وزیر کو حکم دیا کہ جعفر صادق ﷺ کو میرے روبرو پیش کرو۔ تاکہ میں ان کو قتل کر دوں وزیر نے عرض کیا کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر جو شخص عزلت نشین ہو گیا ہو۔ اس کو قتل کرنا قرین مصلحت نہیں۔ لیکن خلیفہ نے غضب ناک ہو کر کہا کہ میرے حکم کی تعمیل تم پر ضروری ہے۔ چنانچہ مجبوراً جب وزیر حضرت جعفر صادق ﷺ کو لینے چلا گیا۔ تو منصور نے غلاموں کو ہدایت کر دی کہ جس وقت میں

اپنے سرتاج اتاروں تو تم فی الفور صادق ﷺ کو قتل کر دینا۔ لیکن جب وزیر کے ہمراہ آپ ﷺ تشریف لائے۔ تو آپ ﷺ کے عظمت و جلال نے خلیفہ کو اس درجہ متاثر کیا کہ وہ اضطراری طور پر آپ ﷺ کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا اور نہ صرف آپ ﷺ کو صدر مقام پر بٹھایا بلکہ خود بھی موڈ بانہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر آپ ﷺ کی حاجات اور ضروریات کے متعلق دریافت کرنے لگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری سب سے اہم حاجت و ضرورت یہ ہے کہ آئندہ پھر کبھی مجھے دربار میں طلب نہ کیا جائے تاکہ میری عبادت و ریاضت میں خلل واقع نہ ہو۔ چنانچہ منصور نے وعدہ کر کے عزت و احترام کے ساتھ آپ ﷺ کو رخصت کیا۔ لیکن آپ کے دبدبے کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ لرزہ براندام ہو کر مکمل تین شب و روز بے ہوش رہا لیکن بعض روایات میں یہ ہے کہ تین نمازوں کو قضا ہونے کی حد تک غشی طاری رہی۔ بہر حال خلیفہ کی یہ حالت دیکھ کر وزیر و غلام حیرت زدہ رہ گئے اور جب خلیفہ سے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ جس وقت جعفر صادق ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ تو ان کے ساتھ اتنا بڑا اثر ہوا تھا جو اپنے جبروں کے درمیان پورے چبوترے کو گھیرے میں لے سکتا تھا اور وہ اپنی زبان سے مجھ سے کہہ رہا تھا اگر تو نے ذرا سی بھی گستاخی کی تو تجھ کو چبوترے سمیت نکل جاؤنگا۔ چنانچہ اس کی دہشت مجھ پر طاری ہو گئی اور میں نے آپ ﷺ سے معافی طلب کر لی۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بقول علامہ عبدالوہاب الشعرانی آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ۱۲۸ھ مطابق ۷۴۵ء میں ہوئی۔ اسم گرامی موسیٰ بن جعفر صادق لقب کاظم اور کنیت ابو ابراہیم و ابو الحسن ہے۔ ولادت باسعادت بمقام ابواء ہوئی۔ جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ شریف کے درمیان ایک قصبہ ہے۔ جہاں حضرت آمنہ ﷺ والدہ ماجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لحد مبارک ہے۔ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی ام حمیدہ بریرہ تھا۔ جس کا امام باقر ﷺ نے خرید کر امام جعفر صادق ﷺ کے سپرد کیا تھا آں جناب انہیں کے بطن سے تولد ہوئے۔

نہایت پاک باز اور متقی بزرگ تھے۔ ساری عمر دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزار دی۔ حالانکہ آپ دنیاوی لحاظ سے نہایت متمول تھے اور صاحب وجاہت تھے۔ مگر یہ دولت ہمیشہ غربا اور مساکین کے کام آتی تھی کثرت عفو درگزر کرنے کے سبب ”کاظم“ لقب مشہور ہوا۔ آپ ﷺ کے مناقب احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ طریقت اور شریعت کے مشکل مسائل کا حل تمام علمائے عصر آپ ﷺ سے ہی کرایا کرتے تھے۔ اپنے زمانے کے تمام علماء صلحا اور فقہا سے افضل ترین تھے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں کوئی بھی آپ ﷺ کے ہم پلہ نہ تھا۔ اہل عرب و عجم آپ ﷺ کی قیادت اور امامت باعث سعادت خیال کرتے تھے۔

آپ ﷺ کو مہدی عباسی خلیفہ نے عراق بلوایا اور پھر مدینہ طیبہ واپس بھیج دیا چنانچہ آپ ہارون الرشید کے زمانہ تک یہیں رہے اور جب ہارون الرشید مدینہ طیبہ میں آیا۔ تو آپ ﷺ کو ساتھ لیتا گیا اور بغداد میں مقید رکھا۔

لکھا ہے کہ اس سے قبل خلیفہ وقت نے کچھ لوگوں کو شمشیر و سناں دے کر آپ ﷺ کے قتل کے لئے بھیجا۔ اُن لوگوں نے آپ ﷺ پر بار بار حملے کئے مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر کچھ لوگوں کے مشورہ پر قلعی پگھلا کر آپ ﷺ کے حلق میں ڈالی گئی مگر وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

آپ ﷺ کی متعدد ازواج تھیں۔ جن سے ۲۵ بیٹے اور ۲۲ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ دوسری جگہ تحریر ہے کہ ۲۱ صاحبزادے اور ۲۸ صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

مزار پر انوار بغداد شریف میں مقبرہ قریش میں ہے ۱۷۸ھ میں زہر کی وجہ سے شہید ہوئے عمر مبارک ۵۴ سال ۵۵ سال ہوئی۔ لکھا ہے ہارون الرشید نے آپ ﷺ کو قید خانہ میں ڈلوادیا تھا۔



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت امام موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم آٹھویں امام ہیں۔ کنیت ان کی ابو الحسن ہے اور لقب رضا ہے امام علی رضا ؑ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ ان کی ولادت باسعادت مدینہ منورہ بروز جمعرات گیارہ ربیع الثانی ۱۵۳ھ میں ہوئی نقل ہے کہ ایک رات حضرت حمیدہ ؑ نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے حمیدہ ؑ اپنی کنیز ام النبین ؑ کو اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظم ؑ کو بخش دیں اور نکاح کر دیں۔ کہ ان سے ایک فرزند پیدا ہونگے جو اہل زمین میں سے بہترین ہوں گے نقل ہے کہ امام رضا ؑ کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ جب میرے بطن میں تھے تو مجھے ہرگز نقل حمل معلوم نہ ہوتا تھا اور جب میں سوئی ہوتی تھی تو مجھے اپنے پیٹ کی طرف سے تسبیح و تحلیل کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور میں خوف زدہ ہو جاتی تھی اور جب میری آنکھ کھلتی تو وہ آوازیں سنائی دینا بند ہو جاتی تھیں اور آپ کی والدہ ہی سے روایت ہے۔ کہ ولادت کے فوراً بعد آپ سجدہ میں گر گئے اور آپ کے لب ہائے مبارک ملنے لگے جیسے کوئی مناجات کر رہا ہو نقل ہے کہ خلیفہ مامون الرشید نے آپ کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کر دیا۔ اور ولی عہد مقرر ہونے کے بعد بارش نہ برسی۔ کئی سال گزر گئے خاندان اہل بیت کے دشمنوں نے یہ ہوائیاں اڑانی شروع کیں کہ جب سے آپ کو ولی عہد مقرر کیا گیا ہے۔ معاذ اللہ آپ کی نحوست نے مخلوق کو گھیر لیا ہے کہ بارش نہیں ہو رہی۔ مامون الرشید اور اعیان سلطنت نے آپ سے گزارش کی کہ لوگ آپ کے متعلق بدظنی رکھتے ہیں۔

لہذا آپ دعا فرمائیں کہ بارش ہو اور دشمنوں کے منہ میں خاک پڑے۔  
 آپ ﷺ ان لوگوں کو لیکر شہر بغداد سے صحرا میں تشریف لے آئے۔ بہت سے عقیدت مندوں کے علاوہ دشمنانِ اہل بیت بھی بغرض تماشہ ساتھ ہوئے۔ اچانک ایک بادل اٹھایوں معلوم ہوتا تھا کہ اب برسے گا۔ لیکن آپ نے فرمایا یہ بادل یہاں نہیں برسے گا یہ اگلے شہر کا بادل ہے۔ اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی اور تقریباً دس بادل متواتر اٹھتے رہے اور گذرتے رہے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں سے ہمارا کوئی بادل نہیں آخِر میں گیارہواں بادل اٹھا اور آپ نے فرمایا کہ یا ایہا الناس یہ بادل خدا تعالیٰ نے آپ تمام کے لئے بھیجا ہے اور یہ برسے گا۔ وہی بادل اہلیانِ بغداد اور گردونواح پر برسنا اور جل تھل ہو گیا۔ آپ کی بیشمار کرامات ہیں۔ جن کی طوالت کے لئے یہ اوراق متحمل نہیں ہو سکتے۔ آپ کی وفات شہر طوس میں ہوئی جو کہ ملک ایران میں شہر مشہد سے مشہور ہے۔ بتاریخ نورمضان المبارک ۲۰۸ھ وقوع ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت شیخ معروف کرخی قدس سرہ العزیز

آپ ﷺ کی کنیت ابو محفوظ اور اسم گرامی معروف علی الکریمی ہے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام فیروز یا فیروزاں تھا یہ اپنے آبائی دین آتش پرستی پر تھے۔ جب آپ کو داخل مکتب کیا گیا تو معلم نے درس دیا کہ ثالث ثلاثۃ یعنی خدا تین ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا ”هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ“ وہ خدا تو ایک ہے اور زود کو ب کرنے کے بعد بھی آپ ﷺ نے تین نہیں کہا اور وہاں سے فرار ہو کر حضرت موسیٰ رضا کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور بیعت حاصل کی۔ لیکن فرار ہونے کے بعد والدین کو خیال آیا کہ وہ کسی مذہب پر رہتا لیکن ہمارے پاس رہتا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس لوٹے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال دیکھ کر آپ کے گھر والے مسلمان ہو گئے اور بہت عرصے حضرت داؤد طائی کی خدمت میں رہ کر فیض باطنی سے سیراب ہوتے رہے۔ جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور طریقت میں حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص تھے اور یہ حبیب راعی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ حضرت محمد بن موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے نشان دیکھ کر پوچھا کہ کل تو یہ نشان آپ کو نہیں تھا پھر آج کیسے ہو گیا فرمایا کہ رات کو حالت نماز میں مجھے مکہ معظمہ پہنچنے کا تصور آ گیا اور وہاں پہنچ کر طواف کعبہ کے بعد جب چاہ زمزم پہنچا تو میرا پاؤں پھسل گیا اور یہ اسی کا نشان ہے۔

حضرت سری سقنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تحت العرش پر اس طرح دیکھا کہ آپ پر غشی طاری ہے اور پوچھا جا رہا ہے یہ کون ہے اس سوال پر فرشتے کہہ رہے تھے کہ تو ہم سے زیادہ جانتا

ہے پھر آواز آئی کہ یہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جس کو ہماری محویت نے بے خود بنا دیا ہے اور اب ہمارے دیدار کے بغیر اس کو ہوش نہیں آ سکتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ صوفی دنیا میں مہمان ہے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ وہ تم کو سوائے مسکینی کے اور کسی لباس میں نہ دیکھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عبادت و ریاضات اور مجاہدات میں ثانی نہیں رکھتے تھے۔

وصال:

وصال بغداد شریف میں ۲۰۰۶ یا ۲۰۰۷ھ میں ہوا۔ جو کہ معتصم عباسی کا زمانہ تھا۔ مزار پر انوار بغداد شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔ روایت ہے کہ جب وصال کا وقت قریب آیا۔ تو ایک روز آپ موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہِ فلک پناہ پر حاضر ہوئے۔ اندر جانا چاہا تو دربانوں نے روکا۔ جب آپ نے اصرار فرمایا۔ تو دربانوں نے آپ کو اس قدر شدید ضربات پہنچائیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پسلیاں بھی ٹوٹ گئیں۔ جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ جانبر نہ ہو سکے۔ چونکہ یہودی و نصاریٰ اور مسلمان سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مقصد اور رہنما تسلیم کرتے تھے۔ اس لئے سب نے دعویٰ کیا۔ کہ جنازہ ان کو ملنا چاہیے۔ اس موقع پر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے خدام تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا کہ شیخ موصوف نے فرمایا تھا۔ کہ میرے جنازہ پر تنازعہ ہوگا۔ اس لئے جو جماعت میرے جنازہ کو اٹھالے گی۔ اس طریق پر تدفین ہو۔ چنانچہ یہودی و نصاریٰ اپنے مشن میں ناکام رہے اور مسلمانوں نے اٹھالیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین اسلامی طریق پر ہوئی۔

تمت بالخیر

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل کمال میں پہلے فرد ہیں جنہوں نے بغداد میں حقائق و توحید کی بنیاد ڈالی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں تھے۔ اس کے علاوہ حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی شرفِ نیاز حاصل رہا۔

ابتدائی دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دکان میں سکونت پذیر رہے اور اسی میں پردہ ڈال کر ایک ہزار نوافل روزانہ پڑھا کرتے تھے اسی دوران کوہِ لگام سے ایک شخص حاضر ہوا اور پردہ اٹھا کر سلام کے بعد عرض کیا کوہِ لگام کے فلاں بزرگ نے آپ کو سلام کہا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ مخلوق سے منقطع ہو کر عبادت کرنا مردوں کا کام ہے اور زندہ وہ ہیں جو مخلوق میں وابستہ رہ کر یادِ الہی کرتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ تجارت میں دس دینار پر صرف نصف دینار منافع لیا کرتے تھے ایک دفعہ کسی سے ساٹھ دینار کے بادام خریدے اس کے بعد قیمت بڑھ گئی اور دلال نے نوے روپے لگا دیئے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اپنے عہد کے خلاف فروخت نہیں کر سکتا ابتدا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سٹل یعنی گرے ہوئے آم فروخت کیا کرتے تھے کہ اسی دوران بغداد میں آگ لگ گئی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دوکان محفوظ رہی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوکان کا سارا مال صدقہ کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا ہے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ کہ جب راعی رحمۃ اللہ علیہ میری دوکان پر تشریف لائے اور ایک یتیم بچہ بھی اُن کے ہمراہ تھا انہوں نے کہا کہ اس بچے کو کپڑے دلا دو

جب میں نے تعمیل کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ مراتب عطا کرے کہ تم دنیا کو اپنا غنیم تصور کرنے لگو چنانچہ اس دن سے خدا نے مجھے عظیم مراتب سے نوازا۔

ارشادات: آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے مجھے شہد کی خواہش ہے لیکن آج تک پوری نہیں ہوئی اور مزید فرمایا کہ ہر یوم کو میں اس لئے آئینہ دیکھتا کہ کہیں معصیت کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔

وصال: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بروز منگل بوقت صبح ۳ رمضان ۲۵۰ھ میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

کنیت ابوالقاسم لقب سیدالطائف وطاؤس العلماء قواریری وزجاج اور خزاز ہیں۔  
 قواریری وزجاج آپ کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کے والد محمد بن جنید آگینہ فروش تھے  
 اور نہاوند شریف کے رہنے والے تھے۔ لیکن حضرت جنید کا مولد و منشا بغداد شریف میں ہے  
 حضرت سفیان ثوری کے مذہب کے پیرو تھے اور حضرت سری سقطی کے بھانجہ بھی تھے اور  
 ان سے ہی بیعت تھے۔ آپ اکابر مشائخ کے لئے مرجع مطلع سعادت و انوار بحر و حقائق  
 اسرار و رموز سلطان طریقت پیشوا اہل زمانہ کے مقتدی و امام اور سادات سے تھے۔ حارث  
 محاسبی محمد قصاب کی صحبت میں رہتے تھے۔ رویم ابوالحسن نوری شبلی اور خزاز وغیرہ اکابر اولیاء  
 مشائخ اپنے سلسلوں کو ان کی طرف نسبت کر کے درست کرتے اور آپ سے نسبت رکھنے  
 والوں کو جنید یہ کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو سیدالطائف اور امام الائمہ کہتے ہیں۔ آپ کی  
 ذات سب کے لئے مقبولیت کا درجہ رکھتی تھی آپ کے مذہب کی بنیاد صحو پر ہے۔ صاحب  
 کشف المحجوب نے صحو کے معنی کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ ایک دن سری سقطی رحمۃ اللہ  
 علیہ سے پوچھا گیا کیا کسی مرید کا درجہ اپنے پیر سے بڑھ سکتا ہے؟ فرمایا یہ ظاہر دلیل ہے کہ  
 جنید بغدادی کا درجہ مجھ سے بہت بلند ہے۔

وصال: وصال کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھ کو وضو کرا دو

چنانچہ دوران وضو انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد دہانی پر خلال کیا گیا  
 اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سجدہ ریز ہو کر گریہ زاری کرنے لگے۔ لوگوں نے سوال کیا کہ اس

قدر عابد ہو کر روتے کیوں ہو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس وقت سے زیادہ میں کبھی محتاج نہیں تھا۔ پھر تلاوت قرآن میں مشغول ہو کر فرمایا کہ اس وقت قرآن سے زیادہ میرا کوئی مولس و ہدم نہیں اور اس وقت میں اپنی عمر بھر کی عبادت کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ کہ جس کو تیز و تند ہوا کے جھونکے ہلا رہے ہیں اور مجھے یہ علم نہیں کہ یہ ہوا فراق کی ہے یا وصال کی اور دوسری طرف فرشتہ اجل اور پل صراط ہے اور میں عادل قاضی پر نظریں لگائے اس کا منتظر ہوں کہ نہ جانے مجھے کدھر کا حکم دیا جائے۔ اس طرح آپ نے سورۃ بقرہ کی ستر (۷۰) آیات تلاوت فرمائیں اور عالم سکرات میں رہے جب لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اللہ کیجئے تو فرمایا میں اس کی طرف سے غافل نہیں ہوں پھر انگلیوں پر وظیفہ خوانی شروع کر دی اور جب داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت پر پہنچے تو انگلی اوپر اٹھا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور آنکھیں بند کرتے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شنبہ کے دن ۲۷ رجب المرجب ۲۹۷ھ تاریخ میں سن وفات ۲۹۷ھ اور ایک دوسرے قول میں ۲۹۹ھ بتایا گیا ہے پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ غسل نے غسل دیتے وقت چاہا کہ آنکھوں کے اندر پانی ڈالے آواز آئی کہ ہمارے دوست کی آنکھوں سے اپنے ہاتھ الگ رکھو جو آنکھ ہمارا نام لیکر بند ہو وہ ہمارے لئے ہی کھولی جاسکتی ہے۔ پھر چاہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی انگلیوں کو کھول کر سیدھا کر دے۔ ندا آئی جو انگلیاں ہمارا نام لیکر بند ہوں وہ ہمارے فرمان سے ہی کھل سکتی ہیں جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ایک سفید کبوتر جنازہ پر آ کر بیٹھ گیا ہر چند اس کو اڑانا چاہا وہ نہ اڑا پھر اس نے کہا کہ اپنے آپ کو اور مجھے پریشان نہ کرو۔ میرے بچے عشق کی میخوں سے اس جنازہ کے گوشوں پر جمے ہوئے ہیں آج جنید کا قالب فرشتوں کے دوش پر ہے اگر تمہارا شور و غل نہ ہوتا تو حضرت جنید کا



جسم سفید باز کی طرح ہمارے ساتھ ہوا میں اڑ جاتا۔ آپ کا مزار مقدس بغداد شریف میں ہے وہی بغداد شریف جو اولوالعزم بزرگان اور اولوالعزم سالکان و اولیائے کرام کا مسکن رہا ہے اور اب ان کی آخری آرام گاہ آماجگاہ ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابوبکر اور نام جعفر بن یونس اور دوسری روایت میں دلف بن مجد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جنید بغدادی کے مرید خاص تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ بھی اسی بارگاہ سے ملا چنانچہ شیخ فرماتے تھے کہ ہر قوم میں ایک ایک سردار ہوتا ہے اور اس قوم کے سردار شبلی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان خراسان کے موضع شبلیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ طبقات سلمیٰ میں ہے کہ ”خراسان الاصل و بغدادی المولد و المشاند“ یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ اصل کے اعتبار سے خراسانی ہیں جائے ولادت بغداد شریف ہے ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جائے ولادت سامرہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف میں پوشیدہ طور پر خلیفہ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات جمعہ کی شب ۲۷ ذوالحجہ ۳۳۲ھ کو ہوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۸۸ سال تھی مزار مبارک بغداد شریف میں ہے مزار شریف کی لوح پر لکھا ہوا ہے جعفر بن یونس۔ وصال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ نکرین سے کیسے چھٹکارا ہوا فرمایا انہوں نے پوچھا تیرا رب کون ہے میں نے جواب دیا جس نے آدم علیہ السلام کو بنایا ہے۔ تمہیں اور دوسرے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے اس وقت میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں موجود رہ کر تم سب کو سجدہ کرتے دیکھ رہا تھا یہ کہہ دیا اور واپس چلے گئے۔ کسی نے خواب میں پوچھا کہ بازار آخرت کو کیسے پایا۔ فرمایا کہ بازار قطعی بے

رونق ہے کیونکہ اس میں سوختہ جگر اور شکستہ قلب لوگوں کے سوا کوئی نہیں دکھائی دیتا اور ایسے لوگوں کی یہاں ایسی بھیڑ بھاڑ ہے کہ سوختہ جگر لوگوں کے زخم پر مرہم لگا کر ان کی سوزش کو دور کر دیا جاتا ہے اور شکستہ قلوب کو جوڑ کر ان کی شکستگی دور کی جاتی ہے اور اس کے بعد سوائے دیدار الہی کے کسی چیز پر نظر نہیں ڈالتے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کنیت ابوالفضل تھی والد ماجد کا نام گرامی عبدالعزیز بن حرث بن اسد تھا۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل فرمائی اور انہی کے مرید باصفا تھے۔ نسباً عرب کے مشہور و معروف قبیلہ بنو تمیم سے تھے آپ کے والد گرامی پیر حضرت شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم نقر آبادی اور حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ تھے پہلے شیخ خراساں حضرت شیخ ابوالقاسم سے اکتساب فیض کیا بعد ازاں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہو گئے اور سرفرازِ خلافت ہو کر شبلی کی مسند ارشاد کی زینت بنے۔

حضرت عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اہلسنت والجماعت تھا۔ مسلک جنید یہ تھا پیر و مرشد حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسندِ خلافت بر متمکن ہوئے اور اپنے مرشد کے نام کو بلند و بالا کرنے کے لئے شریعت و طریقت کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا بے شمار خلقت نے راہِ ہدایت پائی حرمین الشرفین کے کئی سفر کئے اور بیشتر بلاد عرب و عجم کی سیاحت کی سالکِ طریقت اور خادمِ شریعت تھے عمر کا زیادہ حصہ بغداد میں ہی بسر کیا۔

وصال: جمادی الآخرہ ۴۲۵ھ مطابق ۱۰۳۳ء عہد مقتدی عباسی خلیفہ بغداد میں ہوئی۔ مزار پر انوار حضرت امام احمد بن حنبل کے مقبرہ میں واقع ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت شیخ ابوالفرح رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ طرطوس کے باشندے تھے اور خلافت حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی تھی اسم گرامی یوسف ابوالفرح کنیت تھی۔ اپنے عہد کے قطب وقت اور جامع الکمالات شیخ گزرے ہیں۔ متوکل اس قدر تھے کہ دنیا کی طرف رغبت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا مقامات آپ کے بلند اور کرامات بے شمار تھیں۔ تجرید و تفرید میں یگانہ روزگار تھے پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں کافی عرصہ گزارا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ سرگروہ صوفیہ محرم اسرار خفی و جلی جامعہ العلوم اور شیخ طریقت تھے۔

وصال: ۴۴۷ھ مطابق ۱۰۵۵ء عہد مقتدی عباسی میں بمقام طرطوس میں ہوئی

اور وہیں مدفون ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت شیخ ابوالحسن قرشی ہنکاری قدس سرہ العزیز

اسم گرامی علی بن محمد بن جعفر القرشی ہنکاری ہے اور لقب ابوالحسن اور بیعت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی کے دست اقدس پر کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۰۷ھ میں ہوئی بلا و موصل کے قریب میں اقامت تھی جو کہ کردوں کا علاقہ ہے اور اوائل میں اپنے والد گرامی حضرت شیخ محمد بن شیخ یوسف سے علوم متداولہ حاصل کئے اور بعد ازاں خرقہ خلافت شیخ ابوالفرح طرطوسی سے پہنا تاریخ ابن خلکان میں تحریر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عتبہ بن ابوسفیان صحز بن صرب بن امیہ کی اولاد سے ہیں۔ ہنکار کا قصبہ موصل کے قریب و جوار میں واقع ہے۔

نہایت صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے صائم الدہر اور قائم اللیل تھے اور تین دن کے بعد کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور دو قرآن مجید ہر روز ختم فرمایا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رات دن عبادت کرتے تھے۔ مجاہدات و ریاضات شاقہ کی عادت تھی۔ بے شمار بلاد کا سفر کیا روم و شام اور حرمین الشرفین تک پہنچے اور بے شمار علما و مشائخ اور محدثین سے ملاقاتیں کیں اور ان سے احادیث حفظ کیں اور ایک عرصہ کے بعد اپنے وطن مالوف کو واپس ہوئے چنانچہ اہل قریہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد احترام کرتے تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت شہرت و ناموری پائی بعض اکابر نے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ الاسلام کا خطاب دیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں شیخ الاسلام نہیں ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد بہت نامور تھی ان میں سے اکثر نے شاہانِ زمان سے تقرب حاصل کیا اور بلند مراتب لئے اور امیر کبیر ہوئے۔

بے شمار طالبانِ حق نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض و برکات حاصل کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ عالم و  
عالم اور عارف و کامل بزرگ تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے شیخ ابو طاہر رحمۃ اللہ علیہ بہت معروف ہیں۔  
وصال: ۲۸۶ھ مطابق ۱۰۹۳ء بعد مستنصر عباسی ہوئی مزار پر انوار بغداد شریف

میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت شیخ ابوسعید المبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام مبارک رحمۃ اللہ علیہ بن علی رحمۃ اللہ علیہ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ مخزومی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان الاولیاء کے پیشوا سا لکوں کے قبلہ گاہ پیر طریقت واقف اسرار حقیقت علوم ظاہری و باطنی کے جامع حضرت خضر رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق تھے۔ شیخ ابوالحسن ہنکاری سے بیعت ہیں۔ قطب ربانی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خرقة ولایت حاصل کی۔ غوث الثقلین سے روایت ہے کہ میں نے ابتدائے حال میں خدا تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا کہ وہ خود نہ کھلائیں اور خود نہیں پیوں گا جب تک وہ خود نہیں پلائیں گے۔ چالیس دن گزرنے کے بعد ایک شخص آیا اور کچھ کھانا دے کر چلا گیا قریب تھا کہ بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے پر آمادہ ہوا میں نے اپنے دل میں کہا بخدا میں نے اپنے اللہ سے جو عہد کیا تھا اس سے پھرا نہیں ہوں اچانک میں نے غیب سے آواز سنی کہ کوئی زور زور سے الجوع الجوع (بھوک بھوک) پکار رہا ہے اتنے میں حضرت ابوسعید مخزومی تشریف فرما ہوئے یہ آواز سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عبدالقادر یہ کیا ہے میں نے عرض کیا یہ نفس کا اضطراب اور اس کی بے چینی ہے لیکن روح اپنی جگہ پر قائم ہے اور اپنے خدا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے فرمایا ہمارے گھر چلو میں نے انتہائی رقت سے کہا کہ میں باہر کبھی نہ جاؤنگا اتنے میں ابوالعباس خضر تشریف لائے فرمایا اٹھو اور ابوسعید کی خدمت میں چلو میں چل دیا دیکھا کہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں فرمانے لگے کہ اے شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ میں نے تجھ سے کہا تھا وہ کافی نہ تھا تو نے خضر کو بھی تکلیف دی



یہ فرمایا اور مکان کے اندر لے گئے اور جو کھانا تیار کیا تھا لقمہ لقمہ میرے منہ میں دیتے تھے۔ حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اُس کے بعد مجھے خرقة پہنا دیا گیا پھر میں ان کی صحبت میں رہنے لگا مدرسہ باب الازخ کی عمارت جو غوث الثقلین کے دربار میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بنوائی ہوئی ہے اور اپنی زندگی میں حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں پیش کر دیا تھا چنانچہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ اسی مدرسہ میں ہے۔

حضرت شیخ ابوسعید مخزومی کی وفات ۵۱۴ھ میں واقع ہوئی۔ مزار مبارک بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محبوب سبحانی غوث صمدانی

حضرت عبدالقادر جیلانی قادری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

مقدس خاندان:

آج سے تقریباً ساڑھے نو سو سال قبل کچھ حسنی خاندان سادات ملک ایران کے ایک قصبہ گیلان میں آئے اور بقول مصنف معجم البلدان اس کے نواح کی ایک آبادی بشیر میں قیام فرما ہوئے۔ اس خاندان کے سربراہ حضرت ابوصالح موسیٰ جنگی دوست تھے۔ جو حضرت امام حسنؑ کی گیارہویں پشت میں سے تھے اور حضرت عبداللہ محض کی اولاد سے تھے ان کو محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کے والد بزرگوار حضرت حسن ثنیٰ ابن امام حسنؑ سیدۃ فاطمہ الزہراؑ کے پوتے اور ان کی والدہ صغریٰ بنت امام حسینؑ سیدہ فاطمہ الزہرا کی پوتی تھیں یہی وجہ تھی کہ یہ عبداللہ محض اپنے والد اور والدہ دونوں کی طرف سے فاطمی محض تھے۔

آپ کے والد بزرگوار نہایت نیک نفس بزرگ تھے ریاضت اور مجاہدہ میں خاص شہرت کے مالک تھے۔ نام ابوصالح موسیٰ جنگی دوست تھا ان کو جہاد سے بہت الفت تھی اس لئے جنگی دوست کہلاتے تھے۔ غازیوں اور مجاہدین کی امداد ان کا شعار تھا وفات ۴۷۸ھ بمطابق ۱۰۷۸ء میں ہوئی اور جیلان میں دفن ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و عرفان اور رشد و ہدایت کے نیر اعظم تھے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا آپ کے نانا سید عبداللہ صومعی جیلان کے شیخ اور

رہیں تھے نہایت منکسر المزاج اور صاحب کرامت ولی تھے جیلان میں اُن کے باغات بھی تھے اُن کا گھرانہ اپنے وقت کا سراج منیر تھا آپ کی کوئی اولاد زینہ نہ تھی اس لئے انہوں نے اپنا دستِ شفقت یتیم نواسے کے لئے وقف کر دیا۔ مولانا عبدالرحمن جامی لکھتے ہیں کہ اگر کسی پر ناراض ہو جائے تو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے بہت جلد انتقام لے لیتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی کا اسم گرامی سیدہ عائشہ تھا اور ام محمد کنیت تھی نہایت پارسا اور عابدہ خاتون تھی۔ جیلان میں ہی وفات پائی۔ جب شہر میں بارش نہ ہوتی یا قحط سالی آجاتی تو لوگ آپ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سیدہ ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی تھا۔ نہایت پارسا عبادت گزار اور زاہدہ تھیں آپ کا شمار عارفات ربانی میں ہوتا تھا۔

آپ کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام نامی سید ابوالاحمد عبداللہ تھا عمر میں آپ سے چھوٹے تھے علم و تقویٰ کا مجسمہ تھے اور عین عنقوانِ شباب میں رحلت فرما گئے تھے۔

نام و نسب: آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک ابوصالح موسیٰ جنگی دوست تھا مشہور مؤرخ اور سیرت نگار شمس الدین الذہبی نے ابوصالح عبداللہ جنگی دوست لکھا ہے۔

اسم گرامی عبدالقادر، لقب محی الدین کنیت ابو محمد اور لقب غوثِ اعظم ہے اور حسنی حسینی سید ہیں انساب کی کتابوں میں والد بزرگوار کی طرف سے شجرہ نسب اس طرح لکھا ہے۔

سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سید

ابی عبداللہ بن سید یحییٰ الزاہد بن سید محمد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن ثنیٰ بن سیدنا امیر المومنین امام حسن علیہ السلام بن سیدنا امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ہے۔

ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی الزہد بن سید ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو الطاہر عبداللہ بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابو علاؤ الدین محمد الجواد بن سید علی الرضا ؑ بن سید موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن سید امام باقر ؑ بن سیدنا امام زین العابدین ؑ بن سیدنا امیر المومنین امام حسین ؑ شہید کربلا بن سیدنا امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

ولادت: سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت نیف میں ۱۱ ربیع الثانی ۴۷۰ھ بمطابق ۱۰۷۷ء میں ہوئی۔ یہ قصبہ بچیرہ خزر (کیسپین) کے جنوب میں گیلان کے قریب واقع تھا۔ گیلان کا قصبہ جغرافیائی نقطہ نگاہ سے طبرستان کے شہروں میں شمار ہوتا تھا۔ جس وقت آپ کی ولادت ہوئی اس وقت آپ کی والدہ کی عمر ساٹھ سال تھی اور یہ بھی ایک کرامت ہے۔ کیونکہ اطباء کے نزدیک اس عمر میں اولاد کا ہونا تقریباً ناممکن ہے۔ مناقب غوثیہ میں لکھا ہے کہ ولادت کی رات آپ کے والدہ ماجد کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں۔ ابو صالح! پروردگار عالم نے تجھے نیک سیرت بچہ عطا فرمایا ہے۔ جو میرے بچے کی مانند ہے اور میرا بیٹا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوگا اور اولیاء اللہ میں اس کا مرتبہ بہت اعلیٰ وارفع ہوگا۔

ایک دوسری جگہ تحریر ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو آپ کے شانہ

مبارک پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نقش موجود تھا پھر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے دن سرزمین گیلان میں تمام لڑکے ہی تولد ہوئے لڑکی پیدا نہیں ہوئی اور اس روز پیدا ہونے والے لڑکوں کی تعداد گیارہ سو بتائی جاتی ہے۔ جو سب کے سب صالح مرد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف رات کو ہی دودھ پیتے تھے اور ظہور فجر سے غروب آفتاب تک دودھ کے نزدیک تک نہ جاتے تھے حضرت ام الخیر فاطمہ فرماتی ہیں۔

”نصف شب گزر چکی تھی اور میں نے نماز تہجد ادا کی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ زمین سے آسمان تک نور علی نور ہے۔ کسی نے کہا فاطمہ یہ وقت ایک آفتاب ولایت کی ولادت کا ہے۔ کچھ دیر کے بعد درد محسوس ہوا اور عبدالقادر پیدا ہوئے اور میں یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی کہ نو مولود نے اپنا سر سجدہ کے لئے رکھ دیا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا اس وقت ہر طرف انوار کی بارش ہو رہی تھی اور روحانی برکات کا نزول تھا تمام گیلان میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ سیدوں کے گھر میں ایک صاحبزادہ تولد ہوا ہے اور جو اوقات صوم میں دودھ نہیں پیتا بلکہ ایام رضاعت میں بھی دن کو دودھ نوش نہیں کرتا۔ ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ 29 رمضان المبارک کو مطلع ابراہیم آلود تھا لوگ چاند نہ دیکھ سکے۔ تو گاؤں کے لوگ آپ کی والدہ کے پاس آئے کہ کیا بچے نے دودھ پیا ہے یا نہیں تاکہ وہ شوال المکرم کی پہلی تاریخ کا اندازہ لگائیں۔

### ابتدائی تعلیم و تربیت:

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ ولادت کے تھوڑا عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے تھے اس لئے آپ اپنے نانا عبداللہ صومعی

کے سایہ عاطفت میں پرورش پانے لگے اور ابتدائی تعلیم انہی کے زیر اثر حاصل کی اور اٹھارہ برس تک بلاوجہ جیلان میں ہی تعلیم حاصل کرتے رہے لکھا ہے کہ آپ جب پانچ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو جیلان کے ایک مقامی مدرسہ میں بٹھا دیا اور ابتدائی تعلیم آپ نے اسی مکتب سے حاصل کی اور اٹھارہ برس تک بلاوجہ جیلان میں ہی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ لکھا ہے کہ اس مکتب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کن خوش نصیب اور بابرکت اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور اس کے متعلق تاریخ کے اوراق خاموش ہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ دس برس کی عمر تک آپ نے ابتدائی تعلیم پر مکمل دسترس حاصل کر لی تھی دورانِ تعلیم آپ کو ایک عجیب مشاہدہ ہوا جب آپ مکتب میں جاتے تو اپنے پیچھے عجیب نورانی صورتوں کو چلتا دیکھتے اور جب آپ مدرسہ پہنچتے تو ان صورتوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے کہ

”اللہ کے ولی کو جگہ دو اللہ کے ولی کو جگہ دو“

آپ کے فرزند ارجمند سیدنا عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا کب علم ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور مقامی مدرسہ میں زیر تعلیم تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اور ارد گرد چلتے دیکھا تھا اور جب مدرسہ پہنچ جاتا تو وہ بار بار کہتے اللہ کے ولی کو جگہ دو اس سے میرے دل میں احساس پیدا ہوا کہ پروردگار عالم نے مجھے درجہ ولایت پر فائز کر دیا ہے۔

اسی مدرسہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ زیر تعلیم تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نانا سید عبداللہ صومعی بھی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے (اور عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدہار گئے) جس سے تعلیم و تربیت کا سارا بوجھ آں جناب کی والد ماجدہ پر آ پڑا جنہوں نے

نہایت صبر و استقامت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی قائم رکھی اور کسی قسم کی کوتاہی یا کمی واقع نہ ہونے دی غرض کہ یہ سلسلہ اٹھارہ سال کی عمر تک قائم رہا۔

قرآن مجید آپ نے اپنے وطن گیلان میں ہی حفظ کیا بلکہ لکھا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سولہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔

ورودِ بغداد: جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن گیلان میں ابتدائی تعلیم حاصل کر چکے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تکمیل علم کے لئے بغداد شریف جانے کا قصد کیا اور والدہ ماجدہ سے اس کی اجازت طلب کی اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر 78 برس کے قریب تھی اور آپ ضعیف العمری کے عالم میں تھیں چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے تھے اور آپ کے برادر سید ابو احمد عبداللہ خور دس سال تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کی امیدوں کا مرکز تھے مگر آپ نے ان تمام امور کے باوجود بغداد جانے کی ٹھانی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے بھی آپ کو بخوشی اجازت دے دی اور کہا تیرے والد بزرگوار کے ترکہ سے 80 دینار میرے پاس ہیں۔ چالیس دینار تمہارے بھائی کے لئے رکھتی ہوں اور 40 دینار زادہ راہ کے لئے تم لئے لو مگر یاد رکھنا کہ پتہ نہیں پر دیس میں کیسے نامساعد حالات ہوں مگر سچ کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ جانے دینا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا اتنا کہہ کر آپ کی والدہ نے چالیس دینار آپ کی بغل کے نیچے آپ کی گدڑی میں سی دیئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں دعائے خیر کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک قافلہ کے ہمراہ جو بغداد جا رہا تھا روانہ ہوئے۔ بغداد کا شہر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قصبہ سے چار سو میل دور تھا اور یہ طویل راستہ بیابان صحرا اور پہاڑوں میں سے ہو کر جاتا تھا اور انتہائی خطرناک تھا اس لئے لوگوں قافلوں کی صورت میں سفر کرتے

تھے ابھی آپ کا قافلہ ہمدان سے آگے تترنگ کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تھا کہ 60 قزاقوں کے ایک مضبوط جتھے نے قافلہ پر حملہ کر دیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا ایک ڈاکو نے آپ سے پوچھا کہ لڑکے تمہارے پاس کیا ہے؟ اور آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا 40 دینار وہ مذاق جان کر آگے بڑھ گیا پھر دوسرا قزاق اور پھر تیسرا قزاق بھی اسی طرح گزر گیا اور انہوں نے اپنے سردار سے یہ ماجرا بیان کیا سردار نے کہا! اس لڑکے کو میرے سامنے لے آؤ چنانچہ ڈاکو بھاگے بھاگے آئے اور آپ کو پکڑ کر سردار کے سامنے لے آئے۔ اُس نے پوچھا اے لڑکے تیرے پاس کیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چالیس دینار سردار نے کہا کہاں ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ دینار واقعی وہاں سے برآمد ہوئے۔ سردار نے کہا اے لڑکے تو نے راہزنوں کے سامنے کیوں سچ بولا۔ فرمایا جب میں وطن سے روانہ ہوا تھا تو میری ضعیف العمر والدہ نے مجھے سچ بولنے کی تلقین کی تھی پھر میں جھوٹ کیوں بولوں یہ الفاظ سردار کے دل میں اس طرح لگے جس طرح ترکش سے نکلا ہوا تیر۔ وہ آپ کے قدموں میں گر گیا قزاقی کے پیشہ سے توبہ کی اور اس کے بعد اُس کے تمام ساتھی بھی اس پیشہ سے تائب ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۸ھ بمطابق ۱۰۹۵ء میں بغداد پہنچے زادِ راہ خرچ ہو چکا تھا چنانچہ دنیائے اسلام کے اس سب سے بڑے شہر میں بے یار و مددگار داخل ہوئے جو علوم و فنون کا سب سے بڑا مرکز تھا اور وہاں بہترین اور نامور اساتذہ آئمہ فن متعلم تھے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دن رات ذوق شوق سے تحصیل علم میں مشغول ہو گئے اور مدرسہ کے اوقات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسرے علماء اور فضلا سے بھی استفادہ کرنے لگے۔ آپ کے اساتذہ میں ابوالوفاعلی بن



عقیل حنبلی، ابو غالب محمد بن حسن باقلاتی، ابوسعید بن عبدالکریم ابولغنائم محمد بن علی بن احمد ابو الحسن محمد بن قاضی ابویعلیٰ شیخ ابوالخطاب محفوظ الکوزاتی حنبلی ابوالبرکات طلحہ العاقولی۔ ابو ذکریا یحییٰ بن علی تبریزی۔ ابوسعید مبارک مخزومی اور ابوالخیر حماد بن مسلم الدباس جیسے نامور عالم اور محدث شامل تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان باکمال اساتذہ سے حدیث۔ قرأت۔ لغت۔ فقہ۔ طریقت اور شریعت کے تمام علوم حاصل کئے بلکہ ان میں وہ کمال پیدا کیا کہ روئے زمین پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ثانی نظر نہ آتا تھا بلکہ آٹھ سال میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام علوم مروجہ کے امام وقت تسلیم کئے جانے لگے۔

کتب سیر میں لکھا ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے شہر پناہ میں پہنچے تو رات کا وقت تھا اور بارش ہو رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سیدھے خانقاہ حضرت حماد دباس تک پہنچے لیکن دروازہ بند پایا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خانقاہ سے باہر ہی قیام فرمایا منہ اندھیرے جب خانقاہ کا دروازہ کھلا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حماد کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ فرمایا اے عبدالقادر علم و عرفان کی دولت آج ہمارے پاس ہے تو کل تیری ملکیت ہوگی بلکہ تمام دنیا کے قلوب تیری ذات سے سرسبز و شاداب ہونگے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیشتر علوم دینیہ کی تکمیل آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابوالسعید مبارک مخزومی سے حاصل کیں یہ وہ بزرگ تھے جو اپنے وقت کے شریعت و طریقت کے مسلم امام تھے یہی وہ ابوالسعید مبارک مخزومی ہیں جن کے دستِ حق پرست پر حضرت شہ جیلان نے بیعت کی اور خرقہ خلافت پایا۔

مجاہدات و ریاضت:

حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل کے بعد مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہونے کی ٹھانی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے ۱۱۰۲ء سے ۱۱۲۷ء تک پچیس سال کی طویل مدت ایسے ایسے مجاہدے اور ریاضتیں کیں کہ اُن کو تصور کر کے ہی انسان کپکپا اٹھتا ہے کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو آپ نے اس زمانہ میں برداشت نہ کی چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قطبِ زماں اور غوثِ وقت بننا تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ جنگلوں، بیابانوں اور صحراؤں میں دن رات مجاہدوں میں مصروف رہنے لگے۔ پچیس سال کے سخت اور ہولناک مجاہدات کے بعد آپ شیخ الشیوخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اُن سے بیعت فرمائی۔

عراق کے جنگلوں میں:

نہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ خود حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں تنہا عراق کے بیابانوں جنگلوں ویرانوں اور خطرناک جگہوں پر پھرتا رہا نہ مجھے کوئی جاننے والا تھا اور نہ ہی کسی کو پہچانتا تھا اور شب و روز مجاہدات میں مصروف رہتا تھا علائقِ دنیوی سے قطع تعلق تھا اور فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا مقام حاصل تھا۔ انہی ایام میں میرے پاس رجال الغیب اور جنات حاضر خدمت ہوتے تھے اور میں انہیں علمِ طریقت کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اس پر صعوبت۔ دشتِ نوروی میں مجھ پر ہزار ہا راز ظاہر ہوئے بسا اوقات تیس سے چالیس دن تک بغیر کچھ کھائے پیئے گذر جاتے تھے۔ ایوانِ کسریٰ میں بھی آپ ریاضت کرتے رہے۔

حضرت خضرؑ سے ملاقات: فرماتے ہیں شروع میں میں نے عراق کی سر زمین پر قدم رکھا تو حضرت خضرؑ میرے پاس آئے اور میرا ساتھ دیا چونکہ میں انہیں پہچانتا نہیں تھا اس لئے انہوں نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ میں کبھی بھی آپ کی مخالفت نہیں کروں گا پھر ایک دن جب وہ جانے لگے تو کہنے لگے میرے آنے تک یہاں ٹھہرے رہنا اور میں نے اس امر کا وعدہ کر لیا وہ چلے گئے اور میں اپنے عہد کے مطابق اُن کے انتظار میں متواتر اس جنگل میں تین سال تک قیام پذیر رہا۔ اسی اثناء میں دنیا اور اُس کی خواہشات مختلف اشکال میں مجھ پر غلبہ پانے کی کوشش کرتیں

رہیں۔ بعض اوقات بھیانک اور ڈراؤنی شکل کے شیاطین و جنات آیا کرتے تھے۔ وہ مجھ سے لڑائی کرتے تھے مگر پروردگار عالم نے ہمیشہ اُن پر میرا غلبہ رکھا۔ فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے ہی پڑھتا رہا ہوں۔ پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن مجید ختم کرتا رہا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان تین سالوں میں لوگوں کی گری ہوئی چیزیں کھاتا رہا تھا۔

محلہ کرخ میں قیام: خود حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں کئی برس تک بغداد کے محلہ کرخ کے ویران اور غیر آباد مکانوں میں رہائش پذیر رہا اس دوران میں کوندلوں کے علاوہ کچھ نہ کھاتا تھا۔ ہر سال کے اوائل میں کوئی خدا کا فرستادہ مجھے صوف کا ایک جبہ لادیتا اور میں اسے پہن کر سارا سال ریاضت میں گزار دیتا۔ اس زمانہ میں نفس کو طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالتا رہا۔ لوگ مجھے دیوانہ کہتے رہے اور میں آہ وزاری کرتا۔ صحرا کو نکل جاتا۔

برج عجمی میں مجاہدات: بغداد کے قریب ایک ویرانے میں ایک قدیم برج تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس برج میں کامل گیارہ برس تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے اور میرے اس طویل قیام کی وجہ سے لوگ اور بغداد والے اسے برج عجمی کہنے لگے اس برج میں یاد الہی میں مصروف رہتا۔ اس برج میں میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک کوئی مجھے منہ میں لقمہ دے کر نہیں کھلائے گا میں تب تک کچھ نہیں کھاؤں گا اور نہ ہی پیوں گا۔ جب تک مجھے پانی نہ پلایا جائیگا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا اور نہ ہی پیا۔ چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور اوہ میرے سامنے روٹی اور پانی رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت سے میرے نفس نے چاہا فوراً کھانا کھالے لیکن ضمیر نے آواز دی کہ عہد نہ توڑنا۔ اسی اثنا میں میرے شیخ ابو سعید مبارک مخزومی کا ادھر سے گزر ہوا۔

انہوں نے فرمایا کہ میرے ساتھ میرے گھربا بل ازج چلو میں نے دل میں سوچا میں یہاں سے نہ جاؤنگا۔ اسی وقت حضرت خضرؑ کا برج عجمی میں نزول جلال ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اٹھو اور ابو سعید کے گھر جاؤ۔ چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور شیخ کے گھر پہنچا وہاں انہوں نے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلایا اور پانی پلایا۔

ان ایام میں مجھ پر وجدانہ کیفیت طاری رہی اور اکثر و بیشتر بنجر اور خراب و خستہ مقامات پر شیاطین سے جنگ ہوتی جو مختلف اشکال میں ہیبت ناک اور ہولناک صورت بنا کر صف بصف میرے اشغال میں مغل ہوتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے عزم و استقلال۔ پامردی۔ ثابت قدمی اور اولوالعزمی میں ذرا برابر بھی فرق نہ آیا اور میں قطعاً محفوظ رہا۔

بغداد شریف: ۱۰۰۹ء سے ۱۱۰۶ء تک کے زمانہ میں اگرچہ بغداد شریف میں بڑے بڑے محدث اور مفسر از قسم علامہ خطیب رحمۃ اللہ علیہ بغدادی علامہ ابن جوزی اور حضرت امام غزالی اپنے اپنے علمی کارناموں سے دنیا کو روشناس کرا چکے تھے۔ مگر اس کے باوجود چونکہ یہ زمانہ سیاسی لحاظ سے نہایت پر آشوب تھا اسلئے ان کی مساعی بھی اس ماحول کو نہ سدھا سکیں۔

۱۰۷۷ء یعنی حضرت غوث الاعظم کی ولادت سے تین سال قبل عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ نے وفات پائی اس وقت سلطان ملک شاہ سلجوقی تھا جس کا نامور وزیر خواجہ حسن نظام الملک طوسی تھا۔ عمر خیام مشہور فارسی شاعر بھی اس عہد سے تعلق رکھتا تھا حالانکہ یہ زمانہ نامور علماء و شعراء اور شاعروں کی وجہ سے مسلمانوں کے عروج کا زمانہ تھا مگر دینداری قطعاً غائب تھی اور نام کا اسلام تھا۔ اس زمانہ میں شیخ الصوفیہ ابوعلی فارمدی مصنف رسالہ قشیر یہ

نے وفات پائی اور حسن بن صباح فاطمی المنظہر باللہ کے فرزند نزاء کا داعی تھا ان کا مقصد اہل سنت و الجماعت کا مستقبل اور عباسی حکومت کو ختم کرنا تھا۔ ۱۰۹۰ء میں جبکہ حضرت غوث الاعظم دس گیارہ سال کے تھے اس نے قلعہ الموت پر قبضہ کر لیا اور اگلے سال ہی اس کے ایک فدائی نے نظام الملک طوسی کو شہید کر دیا بغداد میں کسی عالم کی مجال نہ تھی کہ وہ باطنی فرقہ کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نکالے جو ایسا کرتا وہ فوراً قتل کر دیا جاتا بلکہ ۱۰۸۵ء میں تو حجتہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنا درس و تدریس کا کام چھوڑ کر چلے گئے اور تصوف اختیار کر لیا۔

اسی سال حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن مالوف سے بغداد شریف تشریف لائے اور اس وقت جب بڑے بڑے علما فقہا محدثین اور واعظین بغداد چھوڑ کر جا رہے تھے آپ اس شہر میں تشریف لائے۔ ۱۰۹۹ء میں جب صلیبی افواج نے بیت المقدس فتح کر لیا تو شام و فلسطین سے مسلمان مہاجرین ہزاروں کی تعداد میں بغداد آ گئے اور اہل بغداد کو ان لوگوں کو سنبھالنا پڑا۔

۱۱۲۰ء میں مستر شد باللہ عباسی نے عماد الدین زنگی کو حاکم بصرہ مقرر کیا جس نے نور الدین زنگی کے تعاون سے صلیبی جنگیں لڑیں اور نمایاں کامیابیاں حاصل کیں عین اس زمانہ میں جبکہ ایوبی خاندان شام و فلسطین میں برسر پیکار تھا حسن بن صباح کے ایک فدائی نے خلیفہ مستر شد باللہ کو بغداد میں قتل کر دیا اس کے بعد راشد باللہ خلیفہ ہوا۔ آخری خلیفہ بغداد مستجر باللہ جو ۱۱۶۰ء میں خلافت پر بیٹھا تھا۔ حضرت غوث اعظم کا معتقد تھا اس نے عظمت اور وقار حاصل کرنے کے لئے آپ کا دامن پکڑا بلکہ

امورِ ملکی میں بھی مشورہ کیا کرتا تھا۔

بویہ امراء نے عباسی خلیفہ پر اتنا اقتدار حاصل کر لیا تھا کہ وہ برسرِ عام شیعہ مسلک کی ترویج کرتے تھے بلکہ عضار اللہ ابو شجاع خسرویہ نے حکم دیا کہ بغداد کے کسی محلہ میں بھی کوئی واعظ صحابہ کرام یا خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب علی الاعلان بیان نہ کرے اگر کوئی اس کا ارتکاب کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی کر کے سزا دی جائے گی۔

ان تمام چیزوں پر متزاد یہ کہ خلقِ قرآن اور اعتزال و باطنیت کی تحریکیں مسلمانوں کے لئے خطرہ ایمان بنی ہوئی تھیں۔ نام نہاد صوفی اور علمائے سو جمہور کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے تھے مرکز اسلام بغداد فسق و فجور، بدکاری اور منافقت کا ڈابنا ہوا تھا۔

درس واقفا: جب آپ رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری و باطنی اور مجاہدات و ریاضیات سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مسند ارشاد و اصلاح پر متمکن ہوئے۔ چنانچہ پہلا وعظ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۱۲۷ء سے شروع کیا وہ اس طرح کہ ۱۶ شوال ۵۲۱ھ مطابق ۱۱۲۷ء سے شنبہ کے دن دوپہر کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں رسول اکرمؐ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا اے عبدالقادر! تم لوگوں کو فسق و فجور اور گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ نصیحت کیوں نہیں کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں عجمی ہوں اور شاید عرب فصحا میرے کلام پر توجہ نہ دیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اپنا منہ کھول! جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی تو سرور کونینؐ نے اپنا لعاب دہن سات بار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں ڈالا اور حکم کیا کہ جاؤ مسلمان قوم کو وعظ و نصیحت کرو اور ان کو پروردگارِ عالم کے راستے پر بلاؤ تا کہ یہ لوگ قرآن و حدیث کے احکام پر چل سکیں۔

پہلا وعظ: خواب سے بیداری کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز ظہر ادا کی اور منبر پر بیٹھ کر وعظ فرمانے لگے۔ بہت سے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد جمع ہو گئے۔

یہ ایک آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ جھجکے کہ اسی وقت حضرت علیؑ کو اپنے ساتھ موجود پایا۔ جو فرما رہے تھے کہ وعظ کیوں شروع نہیں کرتے۔ عرض کی! ابا جان میں گھبرا گیا ہوں۔ شیر خدانے فرمایا اپنا منہ کھولو! چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا منہ کھولا تو حضرت علیؑ نے اپنا لعاب دہن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں چھ بار ڈالا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی یا حضرت آپ نے اپنے لعاب دہن سے مجھے سات مرتبہ کیوں مشرف نہیں فرمایا۔ شیر خدانے فرمایا کہ نبی اکرمؐ کا پاس ادب ہے۔ چنانچہ حضرت علیؑ غائب ہو گئے اور اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ کا آغاز کر دیا اور متواتر مسلسل اس طریقے سے کہ بڑے بڑے فصحا اور بلغ علما کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز قدرے کڑک دار تھی اور وعظ قدرے سرعت سے فرماتے تھے۔ کیونکہ الہامات الہی کی بے پناہ آمد اور بھرمار تھی۔ عوام الناس کے علاوہ اُس دور کے نامور مشائخ مجلس میں بالاتزام شریک ہوتے تھے بعض اوقات وعظ میں تیزی اور تندہی بھی پیدا ہو جاتی تھی فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے جب تک اسے زور سے رگڑا نہ جائے گا یہ دور نہ ہوگا۔

مدرسہ مخزومی: سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درس و تدریس کا سلسلہ اپنے روحانی پیرو مرشد حضرت ابو سعید مبارک رحمۃ اللہ علیہ مخزومی کی خانقاہ میں واقع مسجد میں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معجز بیان کلام کی شہرت تمام بغداد میں پھیل گئی اور ہزار ہا لوگ نماز جمعہ میں حاضر ہونے لگے جس کی وجہ سے مدرسہ کی جگہ متحمل نہ ہو سکی۔ چنانچہ ۱۱۳۳ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اردگرد کے تمام مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر لئے

اور اس طرح ایک وسیع عمارت بن گئی۔ مگر یہاں بھی لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ اس لئے شہر سے باہر عید گاہ کے وسیع میدان میں اس کا انتظام کیا گیا حاضرین مجلس کی تعداد بسا اوقات لاکھ سے زائد ہو جاتی تھی۔ لوگ دور دراز مقامات سے گدھوں۔ خچروں۔ گھوڑوں اور اونٹوں پر آیا کرتے تھے اور صبح سے ہی لوگوں کی آمد شروع ہو جاتی تھی تاکہ ان کو اگلی صفحوں میں جگہ ملے اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام معجز بیان سے کما حقہ مستفید ہو سکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات اور مواعظِ حسنہ کو لکھنے کے لئے ہر مجلس میں چار سو دو اتنی استعمال ہوا کرتی تھیں پہلے دو قاری نہایت خوش الہانی سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ عام طور پر آپ رحمۃ اللہ علیہ ہفتہ میں تین بار وعظ فرمایا کرتے تھے۔ جمعۃ المبارک۔ سہ شنبہ کی شام کو اور پھر یک شنبہ صبح کو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو واعظِ حکمت و دانش کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتا تھا۔ تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی تھی۔ مجلس میں اکابر و مشائخ عراق علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کے علاوہ ملائکہ و جنات اور رجالِ غیب بھی بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں لوگوں کے سروں پر کئی قدم ہوا میں چلتے اور پھر واپس اپنی کرسی کی طرف لوٹ آتے۔ بعض لوگ جوش میں آ کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتے تھے اور کئی بے ہوش ہو جاتے تھے۔

آخر کار یہ سلسلہ ۱۱۲۷ء سے ۱۱۶۵ء تک یعنی مکمل چالیس برس جاری رہا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ منبر پر تشریف رکھتے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت کی وجہ سے کوئی شخص نہ کھانستا۔ نہ ناک صاف کرتا۔ نہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتا۔ نہ لعابِ دہن پھینکتا۔ اور نہ اٹھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وعظ کے درمیان کہیں جاتا۔ بلکہ مکمل طور پر ہمہ تن گوش رہتا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھنے والے خواہ دور بیٹھے ہوں یا نزدیک۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز



یکساں سنتے تھے۔ شیخ ابوسعید قیلوی التوفی ۱۱۴۱ء فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کو کئی دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں دیکھا ہے۔ غور فرمائیں کہ یہ جناب غوث اعظم کا کتنا بڑا اعزاز ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی جس میں یہود و نصاریٰ نہ ہوں اور ان میں سے کوئی نہ کوئی اسلام میں داخل نہ ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز شاگرد شیخ عبداللہ جیائی بیان کرتے ہیں کہ آپ کے مواعظ حسنہ سے متاثر ہو کر ایک لاکھ سے زائد لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا تھے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر توبہ کی اور ہزار ہا یہودی و نصرانی اسلام سے سرفراز ہوئے۔ ایک مجلس میں حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ نے اثنائے وعظ میں فرمایا۔ کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے یہ سن کر شیخ علی بن ابی نصر لہیتی اٹھے اور منبر پر چڑھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دامن کے نیچے ہو گئے اور اس کی اقتدا میں تمام حاضرین نے اپنی اپنی گردنیں آگے بڑھائیں۔ لکھا ہے کہ روئے زمین کے تین سو تیرہ اولیائے کرام نے مختلف مقامات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں۔

ازواج و اولاد: سیدنا محبوب سبحانی نے مختلف اوقات میں چار شادیاں کیں جن کی تفصیل کسی تذکرہ میں نہیں ملتی۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عائلی زندگی کا آغاز پچاس سال کی عمر کے بعد کیا ان کی ازواج سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بیس لڑکے اور انتیس لڑکیاں پیدا ہوئیں جو سب کے سب ”اسی خانہ ہمہ آفتاب است“ کے مصداق تھے۔

۱۔ سیدہ بی بی مدہنہ رحمۃ اللہ علیہ بنت سید میر محمد ۲۔ سیدہ بی بی صادقہ رحمۃ اللہ علیہ

بنت سید محمد شفیع ۳۔ سیدہ بی بی مومنہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۔ سیدہ بی بی محبوبہ رحمۃ اللہ علیہ

اولاد:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سے مندرجہ ذیل کے اسمائے گرامی تبرکاً درج کئے جاتے ہیں۔ ۱۔ شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ شیخ تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ۳۔ شیخ شرف الدین عیسیٰ ۴۔ شیخ ابواسحاق ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ۵۔ شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۶۔ شیخ ابوزکریا یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ۷۔ شیخ عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ ۸۔ شیخ ابونصر موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۹۔ شیخ ابوالفضل محمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۔ شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

پوتے: ۱۔ شیخ عبدالسلام فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۳۔ شیخ محمد بن شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۴۔ سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ بن سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ۵۔ سید ابوالحسن فضل الہ بن سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ۶۔ سید اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ بن سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ ۷۔ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۸۔ سید عماد الدین ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نصر بن سید تاج الدین عبدالرزاق۔

نواسے: شیخ عقیف الدین مبارک رحمۃ اللہ علیہ سب نواسوں سے زیادہ آپ نے شہرت حاصل کی انہوں نے ہی حضور کے مواعظِ حسنہ کو الفتح کی صورت میں مرتب کیا۔ اس کتاب میں تریسٹھ خطبات ہیں۔

اخلاق عالیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاقِ حسنہ اور فضائلِ حمیدہ کی تعریف و توصیف میں کل اولیاء اللہ کے تذکرے بھرے پڑے ہیں۔ سیرت و کردار کے لحاظ سے کوئی ولی اللہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پلہ نہ تھا۔ قدرت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے اعلیٰ اخلاق و محامد سے متصف فرمایا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تحسین کئے بغیر نکلتے

نہ تھے اپنے تو اپنے غیر مسلم بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن سلوک کے گرویدہ تھے۔ آپ اسلامی اخلاق اور انسانی اوصاف کے پیکر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت کریم النفس، رفیق القلب، فراخ دل اور خوش اخلاق تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظمت اور علم مرتبت کے باوجود چھوٹے بڑے کا لحاظ رکھتے تھے۔

تصنیفات:

مجاہدات و ریاضیات کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند ارشاد بغداد شریف میں بچھائی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مواعظِ حسنہ کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی شروع کر دیا جو زندگی کے آخری ایام تک جاری رہا۔ متعدد تالیفات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہیں جن میں سے درج ذیل بہت مشہور معروف ہیں۔

۱۔ غنیۃ الطالبین ۲۔ فتوح الغیب ۳۔ فتح ربانی ۴۔ مکتوبات قطب ہمدانی

۵۔ دیوان پیران پیر ۶۔ قصیدہ غوثیہ

دیگر تصانیف:

ان تصانیف کے علاوہ چہل کاف۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر بواقیت الحکم۔ ایسوع شریف۔ ورود کبریت احمر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گراں پایہ تصانیف میں شامل ہیں۔ چہل کاف ایک قطعہ کی صورت میں تین اشعار ہیں۔

مقبرہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ بغداد شریف میں ہے اور کل دنیا کے مقابر اولیا میں ایک ممتاز اور ارفع مقام رکھتا ہے ہر سال لاکھوں افراد حاضری کے لئے وہاں جاتے ہیں اور فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
شَانِ حَضْرَتِ غَوْثِ اعْظَمِ رَحْمَتِ اللّٰهِ عَلَیْهِ

گر کسے واللہ بعالم از مئے عرفانی است  
از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است  
شیخ خرقانی یکے از خرقہ پوشانِ ویست  
زاں جہت اور القب در مردماں خرقانی است  
سہروردی نیز ملتانی است پیش ور گہش  
گرچہ اورا صد ہزارا بندہ ملتانی است  
ہست ہر دم جلوہ گرا از چہرہ حُسنِ حسن  
زاں جمالش مصطفیٰ را راحت وریحانی است  
مسلمی رایشہ گیلانی از لطف و کرم  
سوئے خود آوازہ گن واہ ماندہ از حیرانی است  
(شاہ ابوالعالی قادری لاہوری)

حضرت میراں خداوند جہاں  
غوث جن و انس شاہِ عارفاں  
محی الدین شیخ عبدالقادر است  
آنکہ اور را عرش باشد آشیاں  
رہنمائی شاہراہ احمدی  
دستگیر جملہ در ماندگاں  
سید السادات فخر اولیاء  
شیر دین شہباز اوج لامکاں  
کی تو انم گفت من خود را مرید  
قادری باشد سگِ ایں آستان  
(حضرت شہزادہ دارا شکوہ قادری)

## حضرت پیران پیر کا اپنے متعلق فرمان

أَنَا الْبَازِيُ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ  
 وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ أُعْطِيَ مِثَالِ  
 وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ وَآلِي  
 عَلَى عَا قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ  
 نَبِيُّ الْهَاشِمِيِّ مَكِّي حِجَازِي  
 هُوَ جَدَّنِي بِهِ قِلْتُ الْمَعَالِ  
 أَنَا الْجِيبِي مُحْيِي الدِّينِ إِسْمِي  
 وَاعْلَامِي عَلَى رَأْسِ الْجِبَالِ  
 أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْدِعُ مَقَامِي  
 وَآقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ  
 وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُورِ إِسْمِي  
 وَجَدِّي صَاحِبِ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

عراق اور شام کے اولیاء کرام حضرت پیران پیر کی شان میں تعریف و توصیف

کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف شطنونی صاحب بختہ الاسرار فرماتے ہیں:-

غَوْتُ الْوَرَى غَيْثُ النَّدَى نُورَ الْهُدَى  
 قَطَعَ الْعُلُومَ مَعِيَ الْعَقُولُ فَأَصْبَحْتُ  
 بَدْرُ الدُّجَى شَمْسُ الضُّحَى بَلْ أَنْوَرَ  
 أَطُورَهَا مَنْ دُونِهِ تَتَحِيرُ

مَا فِي عُلَاهُ مَقَالَةٌ لِمُخَالَفِ  
 فَمَسَائِلُ الْأَجْمَاءِ فِيهِ تُسْطَرُ  
 شیخ محمد بن سعید ذریع الزنجانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب روضۃ النواظر و نزہۃ الخواطر

اس طرح فرماتے ہیں:-

شَهِدْتُ مِمَّ تَبِهِ جَمِيعُ مَشَاعِ  
 فِي عَصْرِهِ كَانُوا لغير تَنَاسِهِ  
 إِذْ قَالَ مَأْمُورًا عَلَى كُرْسِيِّهِ  
 قَدَمِي عَلَى رَقَبَاتِ كُلِّ إِكَابِهِ  
 فَحَنَّتْ جَمِيعُ الْأَوْلِيَاءِ رُوسَهُمْ  
 إِجْلَالِهِ بِأَدْيِهِمْ وَالْحَاضِرِ

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اس میں ذرہ بھر بھی کلام نہیں ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ مرکز ولایت ہیں۔ اولیاء اللہ میں ان کو خاص برتری حاصل ہے۔ ان کی برکات کا آفتاب روز حشر تک ضیا باریاں کرتا رہے گا۔

حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تاریخ میں یوں رقم طراز ہیں:-

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عوام الناس اور خواص کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تلقین فرماتے۔

شریعت کے معاملہ میں کسی بڑے سے بڑے مخالف سے بھی نہیں ڈرتے۔

سیدنا ضیاء الدین ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سیدنا عبدالقادر اس وقت تمام دنیا کے اولیاء اللہ میں ممتاز اور یگانہ حیثیت کے مالک ہیں اور اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ وہ اگر چاہیں تو لوگوں کے مقامات کو سلب کر لیں اور چاہیں تو اصلی حالت پر رہنے دیں۔

حضرت شیخ محی الدی رحمۃ اللہ علیہ ابن عربی اپنی کتاب ”فتوحات مکیہ“ میں تحریر فرماتے ہیں:-

بغداد میں شیخ الاسلام سید محی الدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر منزلت اور مرتبت حاصل ہے کہ کل اقطاب و ابدال، اوتاد اور افراد آپ کے زیر نگین ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سب کے قائد ہیں۔

حضرت سید احمد الکبیر رحمۃ اللہ علیہ الرفاعی نے اپنے بھانجے شیخ ابو الفرح عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

اے فرزند! اس دور میں کسی میں اتنی طاقت نہیں جتنی سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں ہے اور جس حال میں وہ ہیں وہ انہیں کے شایان ہے اور وہی اس پر فائز ہوئے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ سر بلند ”اصفیاء کے سرکا تاج“ ”شیخ الاسلام“ اور ”پیشوا“ کے القاب سے یاد فرمایا ہے۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد اپنی کتاب شیخۃ البغدادیہ میں لکھتے ہیں

حضور دین اسلام کے ایک عظیم رکن ہیں، عوام الناس اور خواص کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس سے فیض حاصل ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مستجاب الدعوات ہیں اور ہمیشہ یاد الہی میں مستغرق رہتے ہیں۔

حافظ زین الدین المشہور ابن رجب اپنے طبقات میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں، شیخ زمان، سرور اہل طریقت، پیشوائے خدا شناساں، سلطان پیران۔

تاریخ اسلام، تاریخ سمعانی، تاریخ العبر اور دوسری مشہور و معروف کتب تواریخ میں بھی آپ کے اوصاف جمیلہ نہایت توقیر و تعظیم کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

شیخ موفق الدین ابن قدامہ صاحب معنی فرماتے ہیں کہ

میں نے دین کے معاملے میں کسی شخص کو بھی آپ سے باعث تعظیم نہیں دیکھا۔

بادشاہ، وزراء، حضور رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں نیاز مندانہ حاضری دیتے اور مودب بیٹھتے۔

شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ عمر بزاز بغدادی فرماتے ہیں:

الْحَمْدُ لِلَّهِ إِنِّي فِي جَوَارِ فَنِي حَامِي الْحَقِيقَةُ نَفَاعٌ وَ ضَرَارٌ لَا يَرِ  
مَعَ الْطَرَفِ إِلَّا عِنْدَ مُكْرَمَةٍ مِنَ الْحَيَاءِ وَلَا يَعْضُ عَلَيَّ عِبَارِ

شیخ ابوسعید قیلوی فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے پیغمبروں، فرشتوں اور جنوں کا صف بہ صف مشاہدہ کیا ہے۔

افغانستان:- حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمان جامی صاحب نجات الانس اس طرح لکھتے ہیں:

گویم ز کمال تو چہ غوث الثقلینا      محبوب خدا ابن حسن آل حسینؑ  
سر بر قدمت نہاوند بگفتند      تا اللہ لقا شرک اللہ علینا

روس: حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی فرماتے ہیں۔

بادشاہ ہردو عالم شاہ عبدالقادر است      سرور اولاد عالم شاہ عبدالقادر است  
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم      نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است



بھارت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختارِ نبی مختارِ خدا  
 سلطانِ دو عالم قطبِ علی حیرانِ زجلالتِ ارض و سما  
 و صدق ہمہ صدیق ﷺ و شی و عدل عدالت چوں عمری  
 اے کانِ حیا عثمان غشی مانند علی ﷺ باجود و سخا  
 در شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری  
 بر عرشِ معلیٰ تیاری اے واقفِ راز او ادنیٰ  
 در بزمِ نبیٰ عالی شانی ستارِ عیوب مریدانی  
 در ملک ولایتِ سلطانی اے منبعِ فضل و جود سخا  
 چوں پائے نبی شد تاجِ سرت تاجِ ہمہ عالم شد قدمت  
 اقطابِ جہاں و پیشِ ورت افتادہ چوں پیشِ شاہ و گدا  
 گروادِ مسیح نہ مردہ رواں وادی تو بدیں محمد ﷺ جان  
 ہمہ عالم محی الدین گریاں بر حُسنِ جمالت گشتہ فدا  
 از بس کہ قتلِ نفسِ خود بیمارِ جمالت مندولم  
 شرمندہ رو سیاہ منفعلم از فیض تو وارم چشمِ دوا  
 معین کے غلام نامہ تو شد در یوزہ گر اکرام تو شد  
 شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد وارد طلبِ تسلیم و رضا

حضرت قطب الدین بختیار کا کی چشتی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں:  
 قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ دستگیر ہمہ با حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ  
 خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر دیدہ راہ بخش ضیا حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ  
 قطب مسکین بہ غلامی درست منسوب است داغ مہرش بغیر حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ  
 حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح پکارتے ہیں:

من آدم بہ پیش تو سلطان عاشقان ذات تو ہست قبلہ ایمان عاشقان  
 در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر دستم بگیر از کرم اے جان عاشقان  
 حضرت شاہ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ دہلوی قادری فرماتے ہیں:

غوثِ اعظم دلیل راہ یقین بہ یقین رہبر اکابر دین  
 اوست در جملہ اولیاء ممتاز چوں پیبر در انبیاء ممتاز  
 اولیاء بندہ اش از دل و جان قدم او برگردن ایشان  
 وصف تعریف او ز من نہ کوست خود کرامت او معروف اوست

حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ بریلوی فرماتے ہیں:  
 نامد ز سلف عدیل عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ناید خلف بدیل عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ  
 مثلش گرازاہل قرب جوئی گوئی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ مثل عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سرہندی فرماتے ہیں:  
 حضرت غوث الثقلین مرکز ولایت ہیں، دنیائے اسلام میں جس کسی کو عظیم روحانی  
 مرتبہ ملا وہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے ملا۔ اس میں کسی شک و  
 شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرکز ولایت و قطبیت ہیں:

حاجی امداد اللہ مہاجر رحمۃ اللہ علیہ کی چشتی فرماتے ہیں:

خداوند بحق شاہ جیلان      محی الدین غوث و قطب دوران  
 بکن خالی مرا از ہر خیالے      ولیکن آنکہ زو پیدا است حالے  
 حضرت ابوالفتح سید محمد حسینی خواجہ گیسو رحمۃ اللہ علیہ دراز بندہ نواز چشتی فرماتے  
 ہیں:

یا قطب، یا غوث اعظم یا ولی روشن ضمیر      بندہ در ماندہ ام جز تو نہ دارم دستگیر  
 بردر گاہ والا سائیم یا آفتاب      خاطر نا شاد را کن شاد یا پیران پیر  
 سراج الدین بہادر شاہ ظفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مکن تشویش و باش اے دل غلام شاہ جیلانی  
 غلامش را بود در ہر دو عالم فخر سلطانی  
 بہ بزم واصلان حق بہ بین قریش بذات حق  
 اسیر ہم مقبول یزدانی وہم محبوب سبحانی

کند مشکل کشائی چونکہ دست فضل واحسانش  
 ہزاراں عقدہ دشوار بہ کشاید آسانی  
 بہ خاک آستانش گر نمالد مہر روئے خود  
 نگروو چہرہ اش زنیساں بہ اوج چرخ نورانی  
 فلک آور و تسبیح گہر از دانہ انجم  
 کند تاہر ملک در خانقاہش بسم گردانی  
 چہ باشد حاجت اظہار مطلب در حضور او  
 بہ ظاہر بہ ضمیر اش اسرار پنهائی  
 ظفر در دین و دنیا نیست و دیگر دستگیر من  
 بغیر از از پیر پیران غوث اعظم قطب ربانی  
 ملا عبدالقادر بدایوانی اس طرح لکھتے ہیں:-

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مددے	قبلہ دین مددے کعبہ ایمان مددے
مہیٹ فیض ابد گوشہ چشمے کرے	مظہر سیر ازل واقف پنهان مددے
خاک بغداد بود سرمہ بینائی من	دیدہ ام راجہ کند کل صفاہاں مددے
ما گدائتم تو سلطان دو عالم ہستی	از تو داریم طمع ای شاہ جیلاں مددے
وطن آوارہ مخصوص ز بخت سیاہ ام	مشعل تیرگی شام غریباں مددے
بلبل سرائے تو ام ای اشک بہار	موجہ رونق ایں گلشن امکان مددے

میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ مصنف سیف الملوک فرماتے ہیں:  
 واہ واہ حضرت شاہ جیلانی و مظہر ذات ربانی  
 سر پر چتر محبوبی والا ولیاں دی سلطانی  
 غوثاں۔ قطباں تے ابدالان قدم جہاں دے چائے  
 سے برساں دے موئے جوئے ایسے کرم کمائے  
 غفلت غم دی مرض ونجے گی لوں لوں رچی شادی  
 جس دن کرسن یا محمدؐ حضرت شاہ بغدادی

جناب غوث الثقلینؒ کی تعریف و توصیف کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔ آپ  
 جنابؒ کے آمد کے زمانہ سے لے کر تا قیامت آپؒ کی تعریف و توصیف ہوتی  
 رہے گی۔ اور مہمان شاہ جیلان کوئی فرق نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت شیخ سید سیف الدین عبدالوہاب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ  
آپ رحمۃ اللہ علیہ حضور غوث الثقلین کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔  
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ماہ شعبان ۵۱۲ھ مطابق ۱۱۱۸ء عہدِ مسترشد باللہ عباسی میں  
ہوئی۔

علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ بیس سال کی عمر میں تمام  
دینی علوم میں یکتا ہو گئے۔ حضرت غوث الثقلین کے وصال کے بعد مدرسہ غوثیہ میں ارشاد و  
تلقین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ تھی۔ بے شمار خلقتِ خدا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فضل و کمال  
سے استفادہ کرتی تھی۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے اور شیخ علی ہیتی آپ رحمۃ اللہ علیہ  
کے برابر بیٹھے تھے ان کو نیند آ گئی۔ شیخ نے اہل مجلس سے کہا خاموش رہو اور خود منبر سے اتر  
پڑے اور شیخ علی ہیتی کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے جب  
شیخ جاگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تم نے خواب میں دیکھا تو آپ  
نے کیا ارشاد فرمایا تھا۔ شیخ علی ہیتی نے فرمایا کہ آپ کی خدمت اقدس میں رہنے کا حکم دیا  
تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ تحصیل علم و فنون کے لئے بہت سے بڑے بڑے اسلامی مراکز  
میں تشریف لے گئے۔ سینکڑوں علمائے عصر و فضلائے زمانہ نے کسب فرمایا۔ کلام بے حد  
شیریں تھا۔ نہایت پاکیزہ اخلاق اور عمدہ عادات و اطوار کے مالک تھے۔

خوش گفتار اور رحمدل ہونے کے ساتھ ساتھ سخاوت میں حاتم ثانی تھے۔ کسی سائل

کو اپنے دروازے سے خالی نہ لوٹاتے تھے۔ غرباء اور مساکین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی امداد سے پلتے تھے۔ فتویٰ نویسی کا کام بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ تھا مدرسہ کے متولی بھی تھے اپنے عہد کے یگانہ روزگار فاضل تسلیم کئے جاتے تھے۔

سفینۃ الاولیاء کے مطابق وصال ۲۵ شوال ۶۰۳ھ مطابق ۱۲۰۶ء عہد ظاہر باللہ عباسی بغداد شریف میں ہوا اور اپنے والد مکرم کے قرب جوار میں مدفون ہوئے بعض کتب کے مطابق، آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵۹۳ھ مطابق ۱۱۹۶ء میں بغداد شریف میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان میں شیخ ابوالمنصور ابوالنصر السید عبدالسلام فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالفتح سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بہت معروف ہوئے ہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت شیخ ابوالمنصور ابوالنصر السید عبدالسلام فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید عبدالوہاب کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام گرامی جناب شیخ السید عبدالسلام ہے اور لقب فضل اللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ خرقہ خلافت اپنے والد ماجد کی طرف سے مرحمت ہوا کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوارم کے دستِ حق پرست پر بیعت تھے۔

فیوضِ باطنی میں معروف ہستی ہوئے ہیں اور اپنے وقت کے صاحبِ کمال و صاحبِ جمال بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھے اور مرتبہ عرفان میں باکمال اور بے مثال اولیاء اللہ کے زمرے میں گنے جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تھوڑے ہی عرصے میں اس قدر شہرت ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و محبوبیت نے مخلوق کے دلوں میں اس قدر جگہ حاصل کر لی کہ دور دراز کے لوگ کٹھن منزلیں طے کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے آتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس و وعظ میں شریک ہوتے۔ دوران و وعظ مخلوق خدا کا جم غفیر ہوتا جس میں بہت سی تعداد علماء و مشائخ کی ہوتی تھی۔ مجلس و وعظ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک فیض ترجمان سے حقائق و معارف کی بارش ہوتی۔ تو کسی پر وجد طاری ہوتا تھا تو کوئی مستی میں غرقاب ہوتا تھا کسی پر گریہ و بکا کی کیفیت، کوئی محو حیرت و استغراق ہو جاتا تھا رشد و ہدایت عوام و خواص دونوں کے لئے تھی اور دونوں طبقتوں کو اپنی ذات بابرکت سے فیض پہنچانے کی کوشش فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ اطہر بغداد شریف میں ہے اور آج تک بوسہ گاہِ خلاق ہے۔ ولادت ۵۴۸ھ مطابق ۱۱۵۳ء اور وصال ۶۱۱ھ مطابق ۱۲۱۴ء میں ہوئی۔



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت سید صفی الدین المعروف ابو الفرح صوفی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سید شیخ ابو المنصور عبدالسلام فضل اللہ کے فرزند ارجمند ہیں۔

خرقہ خلافت اپنے جدا مجد اور والد ماجد کی طرف سے عنایت ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اوائل عمر ہی میں دینی تعلیم و تربیت سے فارغ ہو کر تصوف کے سلسلہ میں دنیا سے کنارہ کش ہو گئے۔ آخر کار اپنے والد ماجد کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اکبر مشائخ اور اعظم اولیاء تھے خدا کی محبت اور خلیفہ بحق اور عالم کے قطب اور ارتقا کے مرجع تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ریاضتیں کی تھیں اور بہت کرامتیں رکھتے تھے ہمیشہ مقام قرب و ہیبت میں رہتے تھے اور محبت کی آگ میں رہتے تھے اور ہمیشہ تن کو مجاہدے میں اور دل کو مشاہدے میں مشغول رکھتے تھے احادیث و روایات کے بیان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کمال حاصل تھا اور طریقت و حقیقت میں آپ بے مثال تھے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس طریقے میں جو کچھ تھے وہی تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ جناب غوث الثقلین کے پڑپوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے جدا مجد کی وعظ و نصیحت میں کمال درجہ رکھتے تھے۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بغداد شریف میں ہوا اور روضہ مبارک کے بیرون آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مدفن کیا گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت سید علم الدین ابوالعباس سید احمد المعروف  
احمد گنج بخش گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سید صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ المعروف سید صوفی قادری کے  
فرزند ارجمند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کے دستِ حق پرست پر بیعت  
فرمائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔

بغداد سے حلب میں آنا:

ہلاکو خاں کے حملہ بغداد کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ترک وطن کر کے حلب (شام)  
میں مقیم ہوئے بغداد شریف سے ترک سکونت کر کے سب سے پہلے روم میں کچھ عرصہ قیام  
فرمایا اور بعد میں ملک شام میں حلب کے مقام پر مستقل سکونت اختیار فرمائی اور باقی تمام عمر  
اس جگہ پر مقیم رہنے کا ارادہ فرمایا اس داد گیر زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی سید  
سلیمان احمد بھی بغداد چھوڑ کر روم آ گئے تھے اور جب امن ہوا تو یہ سب لوگ حلب چلے  
گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ متقی وقت اور صدیق روزگار مقبول خاص و عام تھے۔ آپ  
رحمۃ اللہ علیہ علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھے اور مرتبہ عرفان میں باکمال اور بے مثال اولیا  
اللہ کے زمرے میں گئے جاتے تھے۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۵ رجب ۶۳۰ھ مطابق ۱۲۳۲ء میں ہوا آپ رحمۃ  
اللہ علیہ کا مزار پرانوار حلب میں مرجع خلائق خاص و عام ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 حضرت شیخ ضیاء الدین سید علی مسعود رحمۃ اللہ علیہ گیلانی  
 قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سید مسعود غازی بھی کہا جاتا ہے اور حضرت ابوالعباس احمد گنج بخش کے صاحبزادے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے والد بزرگوارم کے دست مبارک پر بیعت فرمائی اور راہ سلوک کی تمام منازل بھی اپنے والد ماجد کے سایہ عاطفت سے طے کیں اور خرقہ خلافت بھی انہی سے ہی مرحمت کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سچے پیشوا اور صاحبِ علوم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ورع و تقویٰ کمال درجے پر تھا ادب و تواضع کی گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ صورت تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ صوفیائے کرام میں بڑے رتبے اور درجے پر فائز ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان میں مجتہد اور پیشوا تھے اپنے وقت کے سلطان طریقت اور برہان حقیقت تھے۔

وصال: آپ رحمۃ اللہ علیہ ۵ شعبان ۶۶۰ھ مطابق ۱۲۶۱ء میں بمقام حلب میں ہو اور اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفن ہوئے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت نورالدین ابو محمد سید علی گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سید مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کی سرپرستی میں علوم ظاہری کے علاوہ باطنی علوم اور سلوک کے آداب طریق کی تعلیم حاصل کی اوائل عمر سے ریاضت و مجاہدات میں مشغول رہنے لگے اور والد ماجد سے ہی شرف بیعت حاصل کیا اور کچھ عرصہ کے بعد خرقہ خلافت پایا۔

وصال: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲ محرم الحرام ۱۵۷۱ھ مطابق ۱۳۱۵ء میں ہوا

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حلب میں ہی بزرگان کے خاندانی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

خدائے بزرگ و برتر نے انسان کو ایسی قوتیں عطا کی ہیں کہ اگر ان کو بروئے کار

لائے تو زمین و آسمان اس کے دستِ تصرف میں آجائیں۔ ان کی جلا کے لئے سخت عبادت

درکار ہوتی ہے۔ محبت کی آگ میں جو نفس کی جلا کرتا ہے۔ وہ اُس آئینہ میں ہر شے کی

حقیقت دیکھتا ہے اور حکومت کرتا ہے ہر شے سے مستغنی ہو جاتا ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت شرف الدین سید محمد شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سید علی گیلانی قادری کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری تعلیم والد ماجد سے ہی حاصل کی۔ علوم باطنی کے لئے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو والد بزرگوار کی سرپرستی بھی حاصل رہی جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو والد ماجد کی طرف سے ساری روحانی نعمتیں مل گئیں اور خرقہ خلافت سے بھی سرفراز کئے گئے تو خرقہ خلافت عطا ہونے کے بعد مخلوق خدا کو راہ سلوک کی منازل سے مستفید فرماتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں اوصاف پسندیدہ اور خصائل حمیدہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں بے حد مقبول ترین تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تزکیہ قلب اور تصفیہ باطن کے لئے مجاہدات و ریاضیات کئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حلب میں بہت بڑے مشائخوں میں سے تھے اکابر طریقت اور رفیع القدر تھے۔ عالی ہمت اور صاحب فراست تھے توکل ان کا شعار تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریاضت و کرامات بہت ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں فقر اثر کر گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ طریقت میں بیان شافی رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہستی کو عمر بھر کچھ نہیں سمجھا۔

وصال: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۸ ذیقعد ۶۶۷ھ مطابق ۱۳۶۳ء بمقام حلب میں ہوا اور وہاں ہی دفن ہوئے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت سید شمس الدین محمد گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ میر گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کے سلطان اور ابدال و اوتاد کے قطب تھے۔ اہل طریقت و حقیقت کے پیشوا تھے معرفت و توحید اور مجاہدے سے آراستہ، دل کو حضور اور مشاہدے سے پیراستہ رکھتے تھے۔ بڑے عالی ہمت اور بزرگ مرتبت تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے وقت کے بڑے بڑے فقہا سے حاصل کی۔ علوم ظاہری سے جب فارغ البال ہوئے تو بیعت اپنے والد گرامی سے کی۔ تصوف اور راہِ سلوک کی منازل اپنے والد ماجد اور اپنے مرشد پاک کی چشمِ فیض سے حاصل کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے نے بڑی شہرت حاصل کی اور برصغیر پاک و ہند میں انہی کی ذاتِ گرامی سے سلسلہ قادریہ کو شہرت دوام نصیب ہوئی۔ ان کا نام گرامی سید محمد غوث حلبی گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ تھا جن کا ذکر آگے آئے گا۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال حلب (شام) میں ۳ ربیع الاول ۸۳۴ھ بمطابق ۱۴۲۰ء میں ہوا اور وہیں حلب میں اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت سید محمد غوثِ حلّی اُچوی گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

خانوادہ سہروردیہ کی آمد سے اوچ شریف کو جو روحانی اہمیت حاصل ہوئی اس کے اثرات عرصہ دراز تک محسوس کئے جاتے رہے۔ سلاطین و امراء اظہار عقیدت و نیاز مندی کے طور پر یہاں حاضری دیتے اور اس آستانہ کی خاک بوسی کو اپنے لئے مایہ صد عز و افتخار سمجھتے۔ حکومتوں پہ حکومتیں بدلتی رہیں اور بادشاہتوں کی تبدیلی روزمرہ کا معمول بن گئی۔ مگر اوچ شریف کی عظمت کا جو نقش تاریخ پر اُن بزرگوں کی شب و روز کی دعوت و تبلیغ اور یادِ الٰہی کے حلقہ تصوف نے ثبت کیا تھا۔ وہ روز بروز نمایاں سے نمایاں تر ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ بعض دوسرے خانوادہ ہائے تصوف کے ارباب طریقت اور اصحاب علم و فضل بھی اس مرکز ثقل کی طرف کھنچنے لگے۔ چنانچہ نویں صدی ہجری میں سلسلہ قادریہ کے نامور بزرگ حضرت سید محمد غوثِ گیلانی حلّی رحمۃ اللہ علیہ اوچ شریف میں رونق افروز ہوئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کے منہجین بیعت و خلافت قادری سلسلہ سے معروف ہوئے۔ ہندوستان میں یہ سلسلہ تصوف بہت مقبول ہوا۔ سندھ میں سلسلہ قادریہ کے اولین بزرگ شیخ عیسیٰ علیہ الرحمۃ تھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت شیخ عیسیٰ الدین قتال رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے مشہور ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قیام کچھ عرصہ تک سندھ کے مشہور شہر ہالہ میں رہا۔ حضرت سید محمد غوثِ حلّی رحمۃ اللہ علیہ کا اوچ شریف میں ورود ۸۸۷ھ بمطابق ۱۴۲۸ء میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پیران پیر غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت حلب (شام) میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عنقوانِ شباب میں خراساں، ترکستان

اور عرب و عجم کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے اور کچھ عرصہ ناگور میں قیام پذیر ہوئے پھر واپس وطن تشریف لے گئے اور اپنے والد ماجد سے ہندوستان میں رہائش اختیار کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے فرمایا۔ میری زندگی تک میرے پاس رہو بعد میں اجازت ہے جہاں چاہو سکونت اختیار کر لو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد خراساں کے راستے ہندوستان تشریف لائے اور ایماء غیبی سے اونچ شریف میں قیام فرمایا۔ سلسلہ قادریہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات سے بڑا فروغ ہوا اور بے شمار بندگانِ خدا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض پایا۔ سلطان حسین مرزا حاکم سندھ اور سلطان سکندر لودھی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندگان سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ، سید عبداللہ ربانی رحمۃ اللہ علیہ، سید مبارک حقانی اور سید محمد نورانی بھی بلند پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ حضرت سید محمد غوث گیلانی علم و فضل میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے شعر و سخن کا ذوق بھی قدرت کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ودیعت ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب دیوان شاعر تھے۔ قادری تخلص فرماتے تھے اخبار الاخیار میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا کلام بلاغت التزام کا ایک نمونہ درج کیا ہے جسے ہم یہاں تبرکاً پیش کر رہے ہیں۔

رندیم و قلندریم و چالاک مستیم و معر بدیم و بے باک  
 جامیم و صراحییم و بادہ در و صدفیم و بحر و خاساک  
 والی ولایت شش و پنج حامی بلاد فہم و ادراک  
 مجموعہ راز عالم کون منصوبہ کشائے سر لولاک  
 بگذشتہ زخویش بے کدورت نگذشتہ ز عشق جوہر خاک



آئینہ صاف بے غل و غش صافی دل و پاک رای و شکاک  
گر صاف شوی و پاک دائم میگوئی چو قادری تو ناپاک  
یہ شعر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

بلبل بوستان قدو سیم شہباز سفید دست عینم

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔  
حضرت شیخ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ بن سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ بن سید شرف  
الدین شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ بن سید علی مسعود رحمۃ اللہ علیہ بن سید احمد رحمۃ اللہ علیہ گنج بخش  
گیلانی بن صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالسلام فضل اللہ بن سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ  
بن سید شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

ازواج:

شجرۃ الانوار میں تحریر ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی شادی سلطان قطب  
الدین لنگاہ کی دختر بی بی وید گسائیں سے کی تھی جو ملتان اور اوچ کا حاکم تھا لیکن ان کے بطن  
سے کوئی اولاد نہ ہوئی پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری شادی سید ابوالفتح الحسینی کی  
صاحبزادی بی بی فاطمہ سے کی۔ سید ابوالفتح الحسینی کا سلسلہ آبائی چار واسطوں سے سید صفی  
الدین گائرونی سے جا ملتا ہے۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹۲۳ھ مطابق ۱۵۱۷ء میں ہوا۔ سکندر لودھی کا عہد  
تھا۔ تاریخ وفات اس طرح ہے۔

بہ فرورس بریں چو کرد رحلت محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ پیر سید دیں  
محمد شاہ میراں قطب الاقطاب بگو تاریخ ۹۲۳ھ او با طرز رنگین

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت مخدوم شیخ عبدالقادر جیلانی ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید محمد غوث گیلانی حلبی اوچی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ علم و عمل کے جامع اور کمالات ظاہری و معنوی کے حامل تھے اور صحیح معنوں میں اپنے جد امجد اور مورث اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر نور اللہ مرقدہ کے حقیقی جانشین تھے۔ جوانی میں طبیعت میں شوخی اور رنگینی تھی۔ عیش و عشرت کے اسباب اور آلات طرب میں بہت زیادہ انہماک تھا۔ حتیٰ کہ سفر تک میں گانے بجانے کا سامان اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ شکار کی غرض سے اوچ کے جنگل میں گھوم رہے تھے۔ اتنے میں پہیانی نے پی کہا کی تان اڑائی۔ ایک درویش بھی اس جنگل میں کہیں سے آ نکلا اس نے ماجرا دیکھا تو کہنے لگا۔ سبحان اللہ! روزے باشد کہ اس جوان نیز از قلق محبت مولیٰ جل و علا ہم چوں اس دراج نالہ و فریاد کند:-

یعنی ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ یہ جوان حق تعالیٰ کی محبت میں بیقرار ہو کر اس پہیانی کی طرح نالہ و شیون کرے گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درویش کی یہ بات سنی تو دل کی دنیا میں ایک انقلاب برپا ہو گیا اسی وقت سب کام دھندے چھوڑ کر یاد حق میں مشغول ہوئے اور پھر ساری زندگی اس طرف کا رخ نہ کیا۔ روز بہ روز روحانی کیفیت میں ترقی ہونے لگی اور طبیعت پر جذب و مستی کے اثرات اس درجہ غالب آئے کہ یاد حق کے سوا اور کسی بات کی سدھ بدھ نہ رہی۔

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم الا حدیث یار کہ تکرارے کنیم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ کے والد ماجد حضرت محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے

پاس تحفہ میں منجلی تھان آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کپڑا حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس مقصد سے بھیجا کہ وہ اس سے چغہ تیار کرالیں۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چغہ کی بجائے اپنے شکاری کتوں کے لئے گدے بنوائے۔ حضرت محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کو علم ہوا۔ تو بہت ناراض ہوئے اور اپنے پاس بلا کر خوب ڈانٹ ڈپٹ کی اسی روز رات کو خواب میں غوث اعظم نے حضرت محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کو تنبیہ کی کہ عبدالقادر میرا بیٹا ہے۔ اس کی نگہداشت میرے ذمہ ہے تمہارے اور بھی بیٹے ہیں تم ان کی تربیت کرو اور اس کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔

خواب کے اس واقعہ کی اطلاع جب سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی۔ تو آپ اپنے تمام مشاغل دنیاوی سے تائب ہو کر ہمہ تن ذکر الہی میں مصروف ہو گئے۔ اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شکاری کتوں کو ٹھکانے لگا دیا۔ آلاتِ طرب کو دور ہٹا دیا اور زیب و زینت دنیاوی کے تمام ظاہری اسباب کو بالکل ترک کر فرما دیا۔ والد ماجد کے وصال کے بعد جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجدِ سجادگی پر متمکن ہوئے تو ترک دنیا کا یہ انداز قائم رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ وقت کو لکھ بھیجا کہ تمہاری دی ہوئی جاگیریں اور تمہارے عطیات ہمارے کسی مصرف کے نہیں ہیں اس لئے ”عطائے توبہ لقاے تو“ کے مصداق یہ سب کچھ واپس کر رہا ہوں جسے چاہو دے دو مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے ایک مرتبہ بادشاہ نے اپنے حضور طلب کیا اور لکھا کہ اگر حضور میرے پاس تشریف لائیں۔ تو میرے لئے عین سعادت ہوگی اگر خدمت میں کوئی کوتاہی ہوئی۔ تو اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بادشاہ کا یہ پیغام سنا تو جواب میں یہ دو شعر لکھ کر معذرت چاہی۔

یہ ہیج باب روئے گشتن نیست      ہر آنچہ بر سرماعی رود مبارک باد  
کسیکہ خلعتِ سلطان عشق پوشیدہ است      بہ خلبائے بہشتی کجا بود دل شاد

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی یہ روایت ملتی ہے کہ جب سلطان سنجر نے انہیں ایران کے صوبہ نیمروز کی گورنری کی پیش کش کی اور پروانہ تقرری بھیجا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کاغذ کی پشت پر یہ دو شعر لکھ کر اس پیش کش کو مسترد کر دیا تھا۔

چوں چتر سنجری رخِ بختم سیاہ باد  
در دل بود اگر ہوں ملک سنجرم  
زانگہ کہ یاتم خبر از ملک نیم شب  
من ملک نیم روزہ بہ یک جو نمی خرم

حضرت ثانی رحمۃ اللہ علیہ موصوف نے فقر و استغنا کی اس روایت کو جوان کے جد بزرگوار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کی تھی از سر نو زندہ کیا اور بمصداق ”الولد سرلابیہ“ بادشاہی پر فقیری کو ترجیح دے کر اپنے آباؤ کرام کی مثال کو برقرار رکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بڑی نیک اور پارسا خاتون تھیں وہ سید ابوالفتح کی صاحبزادی تھیں جو سید صفی الدین گاذرونی کی اولاد میں سے تھے۔ سید ابوالفتح بھی بڑے پایہ کے بزرگ اور تسخیر جنات اور علم حاضرات کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ عبادات و اعمال اور ریاضت و طاعت میں اس درجہ انہماک تھا کہ پہروں کسی سے بات چیت کی نوبت نہیں آتی تھی۔ دن رات مسجد کے بوریے پر فروکش رہتے بارہا اسی عالم میں حضور سرور کائنات کی زیارت سے اسی عالم میں مشرف ہوئے۔

جذب دروں کی تاثیر کا یہ عالم تھا ایک نگاہ غلط انداز سے حاضرین مجلس کے دلوں کی کاپاپٹ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک قوال حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا۔ جاؤ توبہ کرو اور سازوں کو توڑ ڈالو

اور سرمنڈوا کر درویش بن جاؤ۔ قوال پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت کا رگرنہ ہوئی۔

باراں کہ در لطافت طبعتش خلافت نیست

در باغ لاله روید و در زار بوم خس

لنگاہ سرداروں میں سے ایک امیر بھی مجلس میں موجود تھا اس نے یہ بات سنی تو فوراً

اٹھا، سرمنڈوا دیا اور تمام گناہوں سے تائب ہو کر حاضر خدمت ہوا اور حضرت موصوف کے

سامنے آ کر رونے لگا پھر یکا یک کہنے لگا کہ میرا ایک بھائی گجرات میں تھا ابھی ابھی اس کا

انتقال ہوا ہے اور لوگ اس کا جنازہ لے جا رہے ہیں یہ تھی حضرت موصوف کی نگاہ کی تاثیر کہ

ایک دنیا پرست امیر کو ایک نظر میں صاحب کشف و حال بنا دیا۔

ولادت: ۸۶۲ھ میں ہوئی حضرت مخدوم عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۸

سال کی عمر میں ۱۸ ربیع الاول ۹۴۰ میں انتقال فرمایا اور اپنے والد ماجد سید محمد غوث گیلانی

حلبی اوچوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اوچ گیلانی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا

مزار مبارک مرجع خلائق خاص و عام ہے۔

تمت بالخیر

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت سید محمد غوث بالا پیر امیر سائیں

### قدس اللہ سرہ العزیز

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام میر سید محمد تھا۔ جو کہ والدہ محترمہ نے رکھاتا ہم دادا سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطاب محمد غوث کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔ بالا پیر امیر کا لقب اس وقت ملا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ریاضت و مجاہدہ کی خاطر بالا کوٹ میں رہائش پذیر ہوئے۔ بالا کوٹ میں قیام کے دوران ایک کثیر خلقت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یاب ہوئی اور انہیں لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بالا پیر امیر کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا اور اسی لقب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ارض پنجاب میں زیادہ مشہور ہوئے اس سے پہلے پنجاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "بلوچاں دا پیر" کہا جاتا تھا۔

بالا پیر امیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے جد پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح یتیم پیدا ہوئے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ناگور (وسطی ہند) میں مرہٹہ کافروں کے ساتھ لڑتے ہوئے ایک جنگ میں شہید ہو گئے تھے اور ناگور ہی میں سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ حضرت بالا پیر امیر رحمۃ اللہ علیہ کو سیادت نسبی دونوں طرف سے حاصل ہے۔ والد ماجد کی طرف سے سلسلہ نسب جناب سید محمد غوث جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حلبی اچوی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے سید جلال الدین سرخپوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ و سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت جیسے مکرم واسطوں سے جناب حضرت امام حسینؑ شہید کر بلا تک منتہی ہوتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پرورش اور تعلیم و تربیت کے تمام مراحل اپنے دادا مخدوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ عاطفت میں طے کئے۔ عربی اور فارسی کی ابتدائی کتب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد باقی ماندہ معقول و منقول، فقہ، تفسیر، حدیث کا درس مولانا معز الدین محمد ملتانی سے ان کے مدرسہ میں رہ کر حاصل کیا۔ کمالات درویشی، درجات فقر اور روحانیت و تصوف کی مکمل تعلیم اپنے دادا مخدوم ثانی قدس اللہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دادا کے بڑے چہیتے اور منظور نظر تھے۔

مخدوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت اور دستار و سجادہ عطا فرما کر پدرانہ دعاؤں سے نوازا اور میر چا کر خاں رند کے ہمراہ کر دیا۔ جو مخدوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید اور معتمد تھا اور سبی سے جام ابراہیم سمہ حاکم انج و جام بایزید حاکم شور کوٹ کی فرمائش پر ملتان آیا ہوا تھا۔ جام برادران نے متفقہ طور پر چاکر اعظم کو اپنی ذاتی جاگیر میں اسے کچھ اراضی جو راوی سے دیپالپور تک پھیلی ہوئی تھی عطا کر دی اور حضرت بالا پیر امیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ اس کے ساتھ ہی سنگھرہ تشریف لائے۔

میر چا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا کا مخلص مرید تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا عقیدت مند تھا اس نے سنگھرہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خانقاہ تعمیر کروانی چاہی۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پسند نہ فرمایا اور اپنا زیادہ وقت مسجد میں طالبان حق و سلوک کی تدریس و تربیت کرنے میں گزارنا شروع کیا۔ سنگھرہ کے نواحی جنگل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل عرصہ مجاہدات اور ریاضت میں بسر کیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ سیرو سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اس دوران ناگور، آگرہ، دہلی اجمیر شریف میں

تشریف لے گئے اور پھر بالا کوٹ آگئے یہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا ۱۵۳۱ء کے وسط میں جب بالا کوٹ میں مغل افغان لڑائیوں اور سکھ مسلم ابتدائی فسادات کی وجہ سے بد امنی پھیل گئی۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس وطن کی طرف راجع ہوئے اور لاہور کے راستے دیپالپور پہنچ کر کچھ دن قیام کیا اور پھر واپس ستگھرہ پہنچ کر مستقل مقیم ہو گئے۔ لیکن وہاں بھی دل نہ لگا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ستگھرہ ضلع اوکاڑہ کے شمال مشرق میں واقع اسی جنگل کو ترجیح دی۔ جہاں کچھ عرصہ پہلے بھی مجاہدات کے لئے قیام کیا تھا۔ کچھ عقیدتمندوں کے ہمراہ وہیں تشریف لے گئے اور باقی عرصہ حیات یاد الہی میں وہیں بسر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عمر کا زیادہ حصہ ستگھرہ ہی میں گزارا اور تشنگان فیض کو سیراب کیا پر اثر اور صدق و اخلاق سے مملو طریقہ تبلیغ سے قرب و جوار کے ہندو جاٹ اور دیگر قومیں الہی، رن سینہ، کھل اور وجھیرے سب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان دنوں اچ کے بعد ستگھرہ ہی کو سلسلہ قادریہ کی عظیم درسگاہ ہونے پر فوقیت حاصل تھی اور مخدوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ ہی سلسلہ عالیہ قادریہ کے مقتدر پیشوا اور ظاہری و باطنی علوم کی اس خانقاہ کے صدر الصدور تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی حصول جاہ و حشمت اور سلاطین و امراء کے تعلق سے پاک نظر آتی ہے۔ اس کے باوجود خانقاہ میں ہمیشہ جو یان حق کا جمگھٹا رہتا اور لوگ دور دراز کا سفر طے کر کے یہاں پہنچے اور فیضان قادری سے معمور و مستفیض ہوتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عہد مبارک چار بادشاہوں پر محیط ہے۔ بابر، ہمایوں، شیر شاہ سوری اور سلیم شاہ سوری پر مشتمل ہے۔

حضرت بالا پیر امیر سائیں قدس اللہ کے روضہ عالیہ کے جنوب میں قبرستان کے آخری سرے پر واقع اونچے چوترے پر ایک مزار ہے اس کے متعلق عموماً مشہور ہے کہ



جناب بالا پیر امیر کے استاد محترم کی مزار ہے اس کے بارے میں بہت سی روایات سننے میں آئی ہیں۔ مسلسل تحقیق و جستجو کے بعد ایک روایت کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ بالا کوٹ سے واپسی پر آپ سرکار رحمۃ اللہ علیہ دیپالپور پہنچے اور یہیں قیام کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ایک نوجوان عالم مسمی نظام الدین سے ہوئی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد گرامی مولانا معز الدین محمد ملتانی کے خاندان سے نسبت رکھتا تھا اس کی زبانی اپنے استاد اور اس کے خاندان کی تباہی کا سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت افسوس ہوا۔ جو سلطان حسین ارغون کے ملتان پر حملہ کے دوران لوٹا مارا گیا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد زادے کو تالیف قلب کے لئے اپنے ہمراہ لے کر سنگھرہ آگئے اور سلوک و طریقت کے متلاشی اس نوجوان کی پوری طرح سے راہنمائی فرمائی اور استاد کی نسبت سے یوں عزت افزائی فرمائی کہ آج بھی لوگ اسی طرح سے پہلے استاد زادہ (شیخ نظام الدین) کے مزار پر سلام کہتے ہیں اور بعد ازاں روضہ عالیہ پر حاضر ہوتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفا جو کہ ہم عصر بھی تھے۔ حافظ شیخ اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ چک نمبر 29 گوگیرہ ضلع اوکاڑہ ”حافظ سید محمود بخاری رحمۃ اللہ علیہ موضع بگیانہ ضلع اوکاڑہ شاہ سخی سیدن موضع کریلا ضلع فیصل آباد“ اور میاں ملنگ ہیں ان کا مزار دریائے راوی کے کنارے پر واقع ہے اور ملنگ والا پٹن کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ داؤد کرمانی کے متعلق بھی مشہور ہے کہ انہوں نے بیشتر کسب فیض آپ قدس اللہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اگرچہ شیخ داؤد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری بیعت مخدوم حامد جہان گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ملتان سے تھی جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا زاد برادر تھے۔ داؤد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ مخدوم حامد جہان گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایما پر سنگھرہ تشریف لائے

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تکمیل روحانیت کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہو کر قصبہ شیرگڑھ میں سکونت اختیار کی ان کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی اویسی خلفا کی تعداد بھی کافی ہے جنہیں بعد از رحلت اویسی طریقہ سے فیض و برکات اور خرقہ خلافت حاصل ہوا ان میں سے شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ سندھ، سید عبداللطیف المعروف امام بری رحمۃ اللہ علیہ اسلام آباد اور حضرت سید امان اللہ بخاری قادری رحمۃ اللہ علیہ المعروف سلطان ہاتھی وان ضلع جھنگ نے زیادہ شہرت پائی۔ سلطان ہاتھی وان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سلسلہ بہت آگے پھیلا اور آج بھی اس سلطانی قادری سلسلہ کی بہت سی شاخیں مشہور خاندانوں کی صدارت میں موجود ہیں۔ یعنی سلسلہ قادریہ قطبیہ پیر محل (سندھیلیاں والی شریف)، سلسلہ قادریہ پیر شیر محمد شاہ قادری فتح پوری ضلع اوکاڑہ، حضرت میاں اللہ یار صاحب جلا پوری ضلع جھنگ، حضرت میاں فاضل محمد سہو سہریا نوالہ موضع دودہ سہو ہڑپہ، حضرت سید سخی محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سعد اللہ پور شریف ضلع ساہیوال، حضرت پیر مراد علی شاہ صاحب نیکو کار چک نمبر L-130/9 ضلع ساہیوال اور ان سے مشتق دیگر پیر خانے جو تعلیمات سلسلہ قادریہ کے صحیح وارث ہیں۔

آپ سرکار حضرت بالا پیر امیر رحمۃ اللہ علیہ کے حرم میں دو بیویاں تھیں پہلی بیوی کے بطن سے کوئی اولاد نہ ہوئی لہذا دوسری شادی کروائی اور ان کے بطن سے چار صاحبزادے تولد ہوئے لیکن سلسلہ اولاد صرف ایک فرزند سید جیون شاہ المعروف سید عبدالقادر ثالث سے چلا اور یہی وارث سلسلہ و مسند آرائے رشد و ہدایت ہو کر مشہور خلائق ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ عالیہ داتا شاہ چراغ لاہور (عقب ہائی کورٹ لاہور) میں ہے داتا شاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ بالا پیر امیر رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے ہیں۔

مزار مبارک عرصہ دراز تک کچی رہی لیکن عرصہ دراز تک عقیدت مندوں کی دل و

نگاہ کے لئے سجدہ گاہ بنا رہا۔ روضہ عالیہ کی موجودہ عمارت ایک ہندو ڈپٹی کمشنر مسٹر پی۔ این تھا پر کی ارادت و احترام کا منہ بولتا ثبوت ہے یہ ہندو بے اولاد تھا اور اس کی زوجہ اینگلو انڈین تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ جلیلہ سے اس کو اولاد نرینہ ہوئی۔ تو انہوں نے نذرانہ کے طور پر یہ اہتمام کیا اور یہ تعمیر ۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۶ء کو مکمل ہوئی۔ حضرت بالا پیر امیر رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہر ماہ قمری کے عشرہ اول میں آنے والی پہلی جمعرات اور جمعۃ المبارک دو دن ہوتا ہے۔

تاریخ وفات کے بارے میں دو طرح کی روایتیں ہیں۔ ایک روایت ۵ شوال ۹۵۹ھ اور دوسری ۹ شوال ۹۵۵ھ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک سنگھڑہ سے سمت شمال مشرق ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور روضہ مبارک پورے جاہ جلال سے مرجع خلائق ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حضرت سید جیون شاہ المعروف سید عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمد غوث بالا پیر امیر گیلانی کے صاحبزادے حضرت سید جیون شاہ اپنے زمانے کے شیخ، بزرگ، عابد و زاہد اور عالم فاضل شخصیت تھے۔ جو اپنے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے باعث عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد سے روایت ہے کہ میرا بیٹا جیون شاہ رحمۃ اللہ علیہ شروع لڑکپن میں کھیل کود کا شوقین، سیر و شکار کا عادی اور لکھنے پڑھنے میں لا پرواہ تھا۔ ایک دن رینسیہ قوم کے چند بچوں کے ہمراہ جو مویشی چرانے جنگل میں جاتے تھے۔ یہ بھی چلے گئے اور شام سے کچھ دیر پہلے لباس خراب کئے گرد و کچھڑ میں اٹے ہوئے واپس آئے تو میں نے اظہار ناراضگی کیا۔ جیون شاہ شرمندہ نجل گھر کے اندر چلا گیا اسی رات تہجد سے قبل مجھے اپنے دادا حضور رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالقادر ثانی کی خواب میں زیارت ہوئی اور انہوں نے فرمایا۔ محمد غوث تم نے بچے کو جھڑکا، آئندہ اس کا دل مت توڑنا۔ یہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ میرے بعد تیسرا قادر کہلائے گا۔

حضرت بالا پیر امیر فرماتے ہیں اس کے بعد جیون شاہ خود ہی ٹھیک ہوتا گیا اور دن بدن اس میں پڑھنے لکھنے کا شوق بڑھتا گیا اور میں نے بموجب فرمان اس کا نام عبدالقادر پکارنا شروع کیا اور یہ علم و ادب میں ترقی کرنے لگا۔ یہی صاحبزادہ عبدالقادر الثالث کے نام سے مشہور خلاق ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری و باطنی تعلیم اپنے والد ماجد سید محمد غوث بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ تمام علوم کی تکمیل کے بعد والد صاحب رحمۃ اللہ

علیہ کی طرف سے خرقہ خلافت مرحمت ہوا پدر بزرگوار کی وفات کے بعد دیار ہند کی سیر و سیاحت کے لئے نکلے اور اس دوران خلق کثیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض حاصل کیا پھر لاہور آئے اور گذرگاہ لنگر خان بلوچ میں سکونت اختیار کی اور ایک محلہ بنام رسول پور آباد کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سید عبدالوہاب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دو صاحبزادیاں۔ سیدہ فاطمہ گیلانی المعروف بی بی کلاں اور دوسری صاحبزادی بی بی دولت گیلانی تھیں۔ بڑی صاحبزادی کا نکاح حضرت میراں محمد شاہ المعروف حضرت موح دریا بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا۔ جو جلیل القدر بخاری سہروردی سادات سے تھے اور عہد جلال الدین اکبر میں لاہور تشریف فرما ہوئے تھے۔ بڑی عابدہ، زاہدہ اور متقیہ تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بطن سے سید صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ اور سید بہاؤ الدین تولد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۱۰۱۶ھ مطابق ۱۶۰۷ء میں ہوا۔ مزار مبارک لیک روڈ پر چین مندر اور کپور تھلہ ہاؤس کے درمیان واقع ہے ساتھ ہی ایک مسجد اور مدرسہ بھی قائم ہے۔

عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی مخلوق خدا کی خدمت میں گزار دی اور خلق کثیر نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۲۲ھ مطابق ۱۶۱۳ء میں بعہد جہانگیر ہوا۔ نواب تفضی خاں شیخ فرید بخاری گورنر لاہور تھے۔

مزار مبارک:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک روضہ داتا شاہ چراغ لاہور میں ہے۔

تاریخ وفات:

بمطابق قطعہ مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

عبدالقادر قادر چو شد زدار فنا یافت از خلق بخلد والا جاہ  
فیض اسلام گو تاریخ ششس ہم بخواں عبدالقادر اہل خدا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت سید عبدالوہاب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری و باطنی سے مرصع اور شریعت و طریقت سے آراستہ تھے اور علماء، صوفیاء دونوں ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب کے پیش نظر بے حد تعظیم و احترام کرتے تھے اور عظیم تر مشائخین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد سید عبدالقادر ثالث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد غوث بالا پیر امیر سائیں قادری سے ظاہری و باطنی علوم کی تربیت و تکمیل فرمائی اور لاہور ہی میں مستقل سکونت اختیار فرمائی یہاں بے شمار لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ عقیدت میں داخل ہوئے۔ سادات عظام اور اولیائے ذوی الکرام تھے۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۶۲۸ء میں ہوا۔ یہ نور الدین جہانگیر کا عہد سلطنت تھا اور گورنری لاہور پر نواب آصف خاں فائز تھا۔

مزار مبارک:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک داتا شاہ چراغ لاہوری عقب ہائی کورٹ خاص وعام کے لئے مرجع خلائق ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خرقہ خلافت حضرت سید زین العابدین کو مرحمت ہوا جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے صاحبزادے حضرت زین العابدین اور دوسرے سید عبدالرزاق صاحب المعروف داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت سید زین العابدین

### شاہ گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید زین العابدین بن سید عبدالوہاب گیلانی بن عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ بن سید محمد غوث بالا پیر امیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد اور دادا پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں علوم باطنی و ظاہری کی تکمیل کی اور والد ماجد کی طرف سے ہی خرقہ خلافت ملا۔ کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد کی دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ صوفیا کرام میں بڑے رتبے اور درجے پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان میں مجتہد اور پیشوا تھے اپنے وقت کے سلطان طریقت اور برہان حقیقت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت متعبد اور عارف کامل تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری و باطنی تربیت اپنے والد مکرم کے زیر نگرانی ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ سادات گیلانی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کا علم نہیں ہو سکا اور نہ ہی کہیں سے دستیاب ہو سکی ہے تلاش بسیار کے بعد ہم نے ”لا علمی“ پر اکتفا کیا ہے۔

مزار مبارک:

مزار مبارک اندرون مقبرہ حضرت داتا شاہ چراغ لاہور نزد ہائی کورٹ ہے اور والد ماجد کے مزار مبارک کے پاس ہی اندرون مقبرہ ہے۔

اس کے علاوہ اور قبور اس مقبرہ میں ہیں۔ کل آٹھ قبور اس مقبرہ میں ہیں۔ یعنی مزار مبارک۔ سید جیون شاہ المعروف عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ بن عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ داتا شاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ لاہوری کے علاوہ دوسری



قبور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نسبی اجداد کی ہیں۔ مقبرہ کے باہر بھی بے شمار قبور ہیں جن میں سید مصطفیٰ بن داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سید محمود شاہ بن داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ "سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ بن سید داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ" سید عبد اللہ شاہ بن داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور بیگم نواب عبدالصمد خان ناظم پنجاب کے علاوہ اور بھی بے شمار قبور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زینہ اولاد کی تصدیق کسی بھی ذریعہ سے نہیں ہو سکی۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حضرت سید عبدالرزاق گیلانی المعروف داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی محلہ رسول پورہ میں مکمل سکونت اختیار کر لی اور سرکار مغلیہ کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جاگیر اور وظیفہ ملا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شیخ عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک اور فرزند بلند اختر پیدا ہوا جن کا نام گرامی سید عبدالرزاق رکھا گیا۔ سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سید عبدالرزاق کی ولادت کی رات چاند پورے عروج پر تھا اور تمام عالم و شجر و حجر سمیت بقعہ نور بنا ہوا تھا۔ قطب کی جانب ایک عجب پر جلال نور جلوہ فگن تھا اور میرے والد (سید عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ ”درخانہ ما چراغ پیدا شدہ است۔ کہ خانہ ما از منور گردو“ یعنی میرے گھر ایسا چراغ رحمۃ اللہ علیہ روشن ہوا ہے کہ جس کی ضو سے میرا خاندان منور ہو جائے گا۔ پس اسی روز سے عبدالرزاق المعروف داتا چراغ مشہور ہوئے۔ حضرت داتا شاہ چراغ نے سیادت و نجابت ورثہ پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری کی تکمیل اپنے والد ماجد کی زیر سرپرستی حاصل کی اور باطنی علوم سے فیض اپنے بڑے بھائی زین العابدین سے حاصل کیا اور بیعت بھی اپنے بڑے بھائی کے دست حق پرست پر کی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بڑے بھائی کے مرید و خلیفہ تھے اور انہی سے ہی خرقہ خلافت حاصل کیا علوم ظاہری و باطنی میں کامل و اکمل تھے۔ عبادت و ریاضت میں اپنے عہد کے مشائخ قادر یہ میں ممتاز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سات حج کئے پہلے دو حج اونٹ پر سوار

ہو کر ایک قافلہ کے ہمراہ اور باقی پانچ پاپیادہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین الشرفین کے اکابر و مشائخ سے فوائد کثیر اور فیوض مزید حاصل کئے۔ صاحب شجرۃ انوار سید اصغر علی فرماتے ہیں۔ کہ شاہ جہاں بادشاہ ہند آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا معتقد تھا۔ اس نے ہر چند چاہا کہ اپنی ایک لڑکی کی شادی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سید اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سے کر دے جو کہ حسن و جمال، نجابت و سیادت، شجاعت و سخاوت میں یکتائے روزگار تھے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ من نجابت خود را نجون غیر نہ خواہم آلود۔ یعنی میں اپنی پاکیزہ نجابت کو غیر خون سے آلود نہیں کرنا چاہتا اور یہ رشتہ قبول نہ فرمایا بعد ازاں شاہ جہاں بادشاہ نے اسی لڑکی کے حصہ کی آدھی جاگیر بطور نذرانہ بصد عجز و انکسار احتراماً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اسی صاحبزادہ کو پیش کر دی جو کہ ریاست کپورتھلہ کے علاقہ سلطان پور لودھی میں تھی۔

### اولاد پاک:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک کے اسمائے گرامی بالترتیب یہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سات صاحبزادے تھے۔ ۱۔ سید اسمعیل شاہ صاحب ۲۔ سید مصطفیٰ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۔ سید محمود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۴۔ سید عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۵۔ سید نصر اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۶۔ سید شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۷۔ سید نور بھر پور رحمۃ اللہ علیہ صاحب

### وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۲ ذیقعد ۱۰۶۸ھ بمطابق ۱۲ اگست ۱۶۵۷ء میں ہوا۔ اس وقت شاہ جہاں کا عہد تھا اور سید عزت خاں صوبیدار لاہور تھا۔ بادشاہ شاہ جہاں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خانقاہ بنوادی تھی اور آپ

رحمتہ اللہ علیہ کو اسی خانقاہ میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اور دادا پاک کے پہلو میں جگہ ملی۔  
(قطعاً تاریخ وصال داتا شاہ چراغ لاہوری قادری رحمۃ اللہ علیہ)

شاہ دنیا شاہ عقبی شاہ چراغ	رفت چوں او از جہاں اندر جہاں
گشت روشن سال ترحیلش زحق	سید حق آفتاب عارفاں
چراغ ہر دو عالم عبدالرزاق	چوں روشن گشت اندر خلد اعلیٰ
عجب تاریخ وصلش جلوہ گرشد	سراج الاتقیاء قطب معلیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت سید مصطفیٰ شاہ صاحب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

جس کو خدائے بزرگ و برتر کی معرفت حقیقی حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ حق و باطل میں صاف صاف تمیز کرنے لگتا ہے وہ سراب کو بحر آب خیال نہیں کرتے ”نور حقیقی کا جلوہ“ تصنع اور ریا کے جلوہ کو پہچان لیتا ہے خداوند قدوس کی معرفت حاصل کر کے انسان کی تخلیق کا اصل مقصد پورا کرنا چاہئے۔

انہی برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک برگزیدہ ہستی حضرت سید مصطفیٰ شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن سید عبدالرزاق شاہ المعروف داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جنہوں نے علوم ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کئے اور والد ماجد کے ہی مرید و خلیفہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے راہ سلوک کی تمام منازل طے کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے جو کہ بہت نامور گزرے ہیں۔ نہایت پاکباز اور نیک نفس بزرگ تھے۔

وصال:

۱۳ شعبان المعظم ۱۰۸۴ھ مطابق ۱۶۷۳ء میں بعد اورنگ زیب عالمگیر لاہور میں وصال ہوا۔ مزار مقدس اندرون چار دیواری مقبرہ حضرت داتا شاہ چراغ گیلانی قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نزدہائی کورٹ واقع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت سید محمود شاہ صاحب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے علوم باطنی کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بڑے بھائی کے سپرد کیا چنانچہ بحکم پدر بزرگوارم بصد عجز و انکسار اپنے آپ کو اپنے بڑے بھائی کی خدمت میں وقف کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی سید مصطفیٰ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بن داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کیا۔ راہ سلوک کی منازل کی تکمیل کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت مرحمت کیا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں لاہور مختلف فتنوں اور فسادات میں گھرا ہوا تھا۔ مغل شہزادوں کی باہمی چپقلش کے علاوہ امرا کی ریشہ دو انیاں بھی حد سے متجاوز تھیں۔ اس پر صوبہ لاہور کے ہندو، مسلم اور سکھ بھی بعض معاشرتی مسائل میں باہم دگرا لگھے ہوئے تھے ان حالات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی ہی مسلم امہ کے لئے مجاہد امن تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے بڑے مشائخ کبار میں شامل ہوتے تھے۔ نہایت پاکباز اور نیک نفس تھے۔ تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت میں گزار دی اور لوگوں کو راہ ہدایت پر گامزن کرنے کی تلقین کرتے رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال لاہور میں ہوا اور وہیں اپنے جد امجد یعنی اندرون چار دیواری مقبرہ داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مدفون ہوئے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حضرت سید مجتبیٰ شاہ صاحب گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سید مصطفیٰ شاہ صاحب بن سید داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دینی تعلیم اپنے والد ماجد کی سرپرستی میں حاصل کی جب علوم ظاہری سے فارغ ہوئے تو والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے چچا سید محمود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا جو کہ سید مصطفیٰ شاہ صاحب کے چھوٹے بھائی تھے اس لئے علوم باطنی کے لئے سید مجتبیٰ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چچا کی خدمت اقدس میں سر نیاز تسلیم خم کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چچا صاحب نے علوم باطنی سے سرفراز فرمایا اور مرید کرنے کے بعد خرقہ خلافت بھی مرحمت کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے باکمال عارف باللہ تھے۔ سلسلہ قادریہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات سنہری حروف میں لکھی جائیں گی۔ شریعت اور معرفت کے درس سے ہمیشہ مخلوق خدا کو ہمکنار کرتے رہتے۔ اس لئے خلق کثیر کا انبوه غفیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے در دولت پر رہتا آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے پروقا اور پروجاہت مشائخ تھے اور مخلوق خدا کی خدمت میں شب و روز کوشاں رہتے۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بھی لاہور ہی میں ہوا۔ تاریخ وصال معلوم نہیں ہو سکی۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک اندرون چار دیواری مقبرہ داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نزد ہائی کورٹ لاہور میں واقع ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت سید امام حیدر بخش گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سید اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ سلطان پور لودھی جو کہ ریاست کپورتھلہ میں واقع ہے میں چلے گئے اور اسی جگہ مکمل سکونت اختیار کر لی اور وہیں پھلے پھولے۔ سلطان پور کی جاگیر شاہ جہاں بادشاہ ہند نے حضرت داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو بطور نذرانہ عقیدت پیش کی تھی اور اس جاگیر پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے سید اسمعیل شاہ سکونت پذیر ہوئے۔ اس لئے سید امام حیدر بخش گیلانی چار واسطوں سے داتا شاہ چراغ لاہوری سے ملتے ہیں یعنی سید امام حیدر بخش بن سید اللہ بخش بن سید اسمعیل بن سید داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ جب سید امام حیدر بخش کی ولادت باسعادت ہوئی تو ہندوستان میں حالات ناگفتہ بہ تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم دینی و دنیاوی کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی اور روحانی تشنگی کو بچھانے کے لئے عازم سفر ہوئے۔ ہندوستان کی سیر و سیاحت کرتے ہوئے لاہور میں تشریف فرما ہوئے۔ چونکہ لاہور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد مستقلاً رہائش پذیر تھے تو وہاں پر آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی رہنے لگے اس وقت لاہور میں داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پوتے سید مجتبیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب بن سید مصطفیٰ شاہ صاحب مسند خلافت پر فائز تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی انہی کی خدمت عالیہ میں شب و روز گزارنے لگے۔ کچھ عرصہ خدمت میں گزارا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت ہونے کے لئے عرض گزارا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سید مجتبیٰ بن سید مصطفیٰ بن سید داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق



پرست پر بیعت کی۔

علوم باطنی اور راہ سلوک کی تمام منازل اپنے مرشد پاک کی سرپرستی میں طے کیں۔ کچھ عرصہ بعد مرشد کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عطا کیا گیا چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد اور بہن بھائیوں سے دور تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک نے آپ کو واپس سلطان پور لودھیوں سے جانے کی اجازت عنایت کر دی۔ آپ واپس اپنے آبائی علاقہ میں تشریف فرما ہوئے اور ان فرائض کی تکمیل کرنے میں مصروف کار ہو گئے جن کے احکام مرشد پاک کی طرف سے ملے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دن رات مخلوق خدا کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کر دیا اور تادم زیست آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خلق کثیر نے فیض حاصل کیا۔

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہی سلطان پور لودھی میں ہوا اور وہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہر خاص و عام کے لئے مرجع خلائق ہے۔ سلطان پور لودھی ریاست کپور تھلہ کا ایک قصبہ ہے جو کہ اب ہندوستان میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے سید حسن بخش المعروف داتا حسنین سائیں جو کہ مادر زاد ولی تھے اور بچپن میں والد بزرگوار کی زندگی ہی میں ظہور کرامات ہونے لگا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی سید محمود بن سید جمال الدین سیسانی کی دختر نیک اختر سیدہ بی بی نور سے ہوئی کچھ عرصہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں صاحبزادہ تولد ہوا جب صاحبزادہ سات سال کا تھا تو آپ روحانی تشنگی کو بھاننے کے لئے عازم سفر ہوئے۔ اسی طرح سفر در سفر لاہور پہنچے اور داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر چلے کیا اور بعد میں سنگھڑہ میں بالا پیر امیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ پر حاضری دی اور وہاں سے آپ کو اس جگہ پر جانے کا حکم ہوا جہاں پر آج

کل شیخو شریف آباد ہے۔ شیخو شریف کے تمام سادات گیلانی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔

جناب سید حاجی افضل حسین گیلانی شیخو شریف سے روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تقریباً پانچ (۵) سال کی تھی تو ماہ رمضان کی ستائیس تاریخ بوقت شام آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خادم نے اٹھایا ہوا تھا۔ لوگوں میں عید کی تیاریوں میں زیادہ گہما گہمی آگئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے کہا کہ مجھے اسی وقت عید کا چاند دکھاؤ۔ خادم نے کہا کہ عید کا چاند بھی نظر نہیں آتا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ بضد ہو گئے۔ خادم آپ کو لے کر آپ کے والد ماجد کے پاس گیا اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے فرمایا۔ یہ بچہ ہے تم ویسے اس کو کہو کہ وہ دیکھو عید کا چاند ہے۔ بچہ خوش جائے گا۔

چنانچہ خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے کر باہر آ گیا اور مغرب کی طرف منہ کر کے یہی الفاظ دہرائے۔ جونہی انگلی کا اشارہ مغربی جانب کیا اور کہا وہ دیکھو عید کا چاند۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا اور انگلی اٹھا کر کہا کہ وہ عید کا چاند نظر آ رہا ہے۔ واقعی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے کے بعد چاند نظر آنے لگا۔ اس سال سلطان پور لو دھیاں میں سب لوگوں نے چاند کو دیکھا اور عید ماہ رمضان کی ستائیس تاریخ کے اگلے دن بڑے احتشام سے منائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ درگاہ بالا پیر امیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین بھی تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے متولی کے فرائض اپنے خلیفہ حضرت سید غلام غوث گیلانی کے سپرد کئے ہوئے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حضرت سید غلام غوث گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ میں بہت کم مثالیں ملیں گی کہ جب ایک شخص نے اپنی طبیعت کے تقاضے سے مجبور ہو کر حیات چند روزہ کی آرائش و زیبائش اور راحت و آسائش کو ٹھکرا دیا ہو مگر صوفیاء کے باب میں ایسی مثالیں بہ کثرت موجود ہیں تخت، سلطنت پرلات مار کر زہد و قناعت کی زندگی بسر کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں اور نہ ہی ہر ایک کا مقدر ہو سکتا ہے۔ عالم خواب میں پیرو مرشد کے ایما غیبی پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر دشت گردی و صحرا نوردی کی راہ پر چل نکلنا انہی لوگوں کا حصہ ہے جو متاع دنیا کی حقیقت سے واقف ہوں اور جن کی نظر ہمیشہ آخرت پر رہتی ہو۔

سرد غم عشق بوالہوس را نہ دہند      سوز دل پروانہ مگس را نہ دہند

عمرے باید کہ یار آید نہ بکنار      ایں دولت سرد ہم کس را نہ دہند

اس سلسلہ میں حضرت سید غلام غوث بن سید غلام مرتضیٰ گیلانی بن سید عباد اللہ نوری گیلانی ان واسطوں سے ہوتا ہوا داتا شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تک جا پہنچتا ہے اور چند واسطوں سے ہوتا ہوا حضرت محمد غوث بالا پیر امیر سائیں سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علوم ظاہری اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے مکمل کئے اور ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ تصوف اور سلوک کی منازل کو طے کرنے کے لئے عازم سفر ہوئے۔ سفر در سفر کرتے ہوئے اپنے جد امجد کے پاس سلطان پور لودھی چلے گئے جہاں پر مسند خلافت پر سید امام حیدر بخش گیلانی متمکن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو نہی وہاں تشریف فرما ہوئے تو وہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خالی نہ لوٹا پڑا۔ لوح تقدیر پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام

کنده تھا اور جو اس مرکز علم و عرفان اور اس چشمہ روحانیت سے فیضیاب ہوا۔ آخر کار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد سید امام حیدر بخش گیلانی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور راہ سلوک و تصوف کی منازل طے کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ مجاہدات و ریاضیات میں اپنا تمام وقت گزارنے لگے۔ مرشد پاک کی نگاہ کریمانہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو منور کر دیا۔ آخر کار مرشد پاک کی طرف سے خرقہ خلافت عنایت ہوا اور ساتھ ہی واپسی کے سفر کا بھی حکم دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کی قدمبوسی کے بعد واپسی کے لئے عازم سفر ہوئے۔ سفر در سفر کرنے کے بعد سنگھڑہ میں جناب حضرت محمد غوث بالا پیر امیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے دربار عالیہ پر سکونت پذیر ہوئے آپ تمام عمر مخلوق خدا کو جذب و سلوک کا درس دیتے رہے اور مخلوق خدا کی خدمت میں شب و روز گزار دیئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور عارف باللہ اور قطب الاقطاب تھے۔

وصال:

آپ کے وصال کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی قرین قیاس ہے کہ غالباً آپ کا وصال اٹھارویں صدی کے کسی سال ہوا ہوگا آپ کا مزار مبارک اندرون چار دیواری مقبرہ حضرت محمد غوث بالا پیر امیر سائیں میں مصدقہ ہے۔ چونکہ احاطہ دربار میں سادات کی مزارات کثرت سے ہیں لہذا آج نشان وہی ممکن نہیں۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### حضرت سید امان اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف سلطان ہاتھی وان

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی شمع روشن کرنے کے سلسلہ میں جن اولیاء اللہ نے حصہ لیا ہے۔ ان میں بخاری سادات کے اولیاء کرام بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ کشمیر سے راس کماری اور سندھ سے آسام تک ان اولیاء کرام کے مزارات اس بات کے گواہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت علیؑ سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادات باہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی سید امان اللہ شاہ صاحب بن سید کمال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے اور آپ کا لقب سلطان ہاتھی وان ہے۔ بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے فانی کو خیر باد کر گئے۔ چونکہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دن رات والد ماجد کے فراق میں روتے رہتے تھے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ایک سیلانی فقیر سے ہوئی۔ فقیر صاحب نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ امان اللہ تمہاری کوئی چیز جاتی رہی ہے۔ اگر آپ اس حرف کا ورد کریں تو آپ کو کھوئی ہوئی چیز مل سکتی ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حرف کا ورد چند روز کیا تو ایک دن خواب میں دیکھا کہ میرا جسم آدمی کا نہیں ہے اور بدن پر کچھ چیچڑ وغیرہ بھی پھرتے ہیں۔ اچانک آپ رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہو گئے کہ دستار مبارک پر چیچڑ کو دیکھا تو غش میں آ گئے۔ جب ہوش میں آئے تو دل پر ایسی دہشت طاری ہوئی اور محبت الہی بھی ایسی غالب ہوئی کہ یکا یک انقطاع خلاق کر کے جنگل کو چلے گئے۔ جنگل میں جا کر

نفس کے ساتھ مجاہدہ کیا اور درختوں کے پتے اور گھاس وغیرہ پر گذر اوقات کی۔ ریاضت و عبادت کی کثرت سے خودی و غرور کو بے خودی کے دریا میں ڈبو دیا۔ بارہ برس تک مجاہدہ کیا۔ ایک دن جناب غوث الثقلینؒ نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور فرمایا امان اللہ تو میرا ہے۔ مگر ظاہر بیعت کرنا فرض ہے اور غوث الثقلین نے آپ کو مرشد کی صورت اسی جگہ دکھادی اور کہا جاؤ ان سے بیعت کرو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب تم اپنے مرشد کی خدمت میں جاؤ گے۔ تو وہ تمہیں خود بخود بلا کر مرید کریں گے۔ آخر کار آپ اپنے مرشد کی تلاش میں مغرب کی طرف روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے دریائے راوی پر آئے اور وہاں سے سنگھڑہ ضلع اوکاڑہ میں پہنچے۔ جب آپ کچھ دور تھے تو مرشد کو دیکھ کر پہچان لیا۔ تب پیران پیر کا فرمان یاد آیا کہ وہ تمہیں خود بلائیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہیں رک گئے تب حضرت سید غلام غوث جیلانی نے خود آواز دی۔ کہ اے امان اللہ آؤ اور اپنی چیز لے جاؤ۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد پاک کی قدم بوسی کی۔ شرط بیعت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ مدت اپنے شیخ کی خدمت میں رہے۔ کئی دفعہ چلہ کشی کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں عبادت و ریاضت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حال کمال تک پہنچ گیا۔

عطا یگی خرقہ و خلافت کے بعد باجائز مرشد پاک اچ شریف میں سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ وہاں قیام فرمایا اور بعد میں ملتان میں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ پر حاضری دی اور کچھ عرصہ ملتان شریف میں قیام پذیر ہوئے۔ وہاں سے سیدھے جھنگ شریف میں آ کر مقیم ہوئے۔ اس وقت جھنگ میں نواب ولی داد سیال والی جھنگ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام سیاحت ہاتھی پر کی اور اسی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان ہاتھی وان مشہور ہوئے آپ رحمۃ اللہ

علیہ نے جھنگ ہی میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے بہت سے بے مراد لوگ مراد کو پہنچے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو روایات یہاں درج کی جا رہی ہیں۔ ان روایات کے راوی جناب اعلیٰ حضرت سید قطب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے اورنگ زیب عالمگیر کا قصیدہ پڑھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چشم پر آب ہو کر فرمایا کہ میں ان کے وقت اول عمر میں تھا جس دن محمد شاہ تخت نشین ہوا تو اس روز سے قدرے افیون لیتا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت چراغ علی شاہ نے یہ حکایت فرمائی کہ جب سلطان ہاتھی دان رحمۃ اللہ علیہ اچ میں تھے تو علماء اہل شرح نے بحکم نواب صاحب بہاول پور ایک رقعہ مخدوم کے نام اس طرح لکھا کہ ہم نے سنا ہے کہ اکثر لوگ جو تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ تم ان کی داڑھی و موچھیں منڈواتے ہو اور ان کو لوہے و تانبے کے ٹکڑے پہناتے ہو اور آگ سے ان کو داغ دیتے ہو۔ جس کو مہر کہتے ہیں۔ یہ تمام بدعت کے کام صاف شرع کے برخلاف ہیں۔ اس واسطے فلاں تاریخ کو وہاں آئیں گے اور ان تمام باتوں کا جواب لیں گے اور اس خطا کی شرع کے مطابق آپ کو سزا ملے گی یہ حکم دیکھتے ہی مخدوم صاحب سے پوچھا کہ آج اتنے غمگین کیوں ہو انہوں نے وہ کاغذ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دکھایا اور کہا کہ اس میں ہماری بڑی ہتک ہے اور بے عزتی بھی ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ اس بات کا آپ فکر نہ کریں۔ اس کا جواب میں تمہاری طرف سے نواب صاحب کو لکھوں گا پھر کوئی عالم وغیرہ آپ کے پاس نہ آئے گا اور نہ ہی آپ سے کچھ پوچھا جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یہ جواب لکھا کہ ہم شرع کے خلاف نہیں کرتے بلکہ شرع کو امداد دیتے ہیں کہ جو لوگ

شریعت سے بھاگ کر ہمارے پاس آتے ہیں۔ تو ہم ان کو مجرم بنا کر اس طرح شریعت کی سزا دیتے ہیں کہ ان کی داڑھی و مونچھیں وغیرہ مونڈ کر اور بطور طوق و جولان کے ان کو لوہا وغیرہ پہناتے ہیں اور پھر ان کو ایک داغ بھی لگا دیتے ہیں کہ اس نشان کو دیکھ کر ہر کوئی پہچان لے گا کہ یہی مسلمانوں کے ٹھگ اور شریعت کے چور ہیں۔ پس یہی جواب دیکھتے ہی نواب صاحب ہنس پڑے اور علماء کو بھی وہ کاغذ دکھا کر خوش کیا۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
 قَبْلَهُ جَنَابِ حَضْرَتِ سَیِّدِ عَلٰی شَیْرِ شَاهِ  
 صَاحِبِ قَدْسِ سِرِّهِ الْعَزِیْزِ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی سید علی شیر بن سید فتح خاں بن سید امان اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے جدا مجد سلطان ہاتھی وان سے حاصل کی طالب علمی ہی کے زمانہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام ظاہری و باطنی علوم پر دسترس حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دادا جناب سید امان اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت فرمائی اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تھوڑے ہی عرصہ میں اس قدر شہرت حاصل ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و محبوبیت نے مخلوق کے دلوں میں اس قدر جگہ حاصل کر لی کہ دور دراز سے لوگ کٹھن منزلیں طے کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے آتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد منکسر المزاج، کریم النفس اور وسیع الاخلاق تھے۔ مساکین اور غربا پر زیادہ شفقت فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ امرا کی عزت تو سب کرتے ہیں غربا سے کون محبت کرتا ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے نمبر ۱۔ حضور سید چراغ علی شاہ صاحب نمبر ۲۔ حضرت سید سید حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری ایام میں جھنگ شریف سے ترک سکونت اختیار کر کے میرک شریف میں مستقل مقیم ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں جا کر بھی رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور مخلوق خدا تشنہ لب سیراب ہوتی رہی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے لوگوں کو کمال

درجہ پر پہنچا دیا۔ جو حضور الہی میں سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ وہ غیر اللہ سے کب زیر ہو سکتے ہیں۔  
 آخر کار دنیا والے خود ان کے حضور جبیں رسائی کرنا اپنا فخر سمجھتے ہیں خدائے لم یزل کی بارگاہ  
 میں سر نیاز خم کرو۔ خلوص پیدا کر کے کائنات کو اپنے قدموں میں جھکا لو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ  
 کی عمر شریف ۱۱۰ سال تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک میرک شریف میں مرجع خلائق

ہے۔

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قبلہ حضور جناب سید چراغ علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سرزمین ہندو پاک پر اسلام کی اشاعت میں انہی صوفیائے کرام کا بہت زیادہ ہاتھ ہے جنہوں نے اپنے فیوض و برکات سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا اور حلقہ بگوش اسلام بنایا۔ اسی سرزمین پر کیا منحصر ہے۔ دنیا کے ہر گوشہ میں انہی بزرگوں کی کرامت و فیض سے اسلام نے ترقی پائی۔ بادشاہوں نے ملک فتح کئے لیکن اولیائے عظام نے مخلوق کے دل فتح کر کے ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت علی شیر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بچپن ہی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے گوشہ نشین ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور بھائی سید سید حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جو کہ بہت عارف باللہ ہوئے ہیں۔ حضرت بلہ شاہ کی طرح انہوں نے بھی ہندی اور پنجابی زبان میں عارفانہ کلام بھی فرمایا ہے۔

حضور سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کمال طبع حلیم خالق عظیم تھے۔ معرفت کی داستان میں شمس العرفان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت اپنے والد ماجد کی طرف سے مرحمت ہوا شب و روز مخلوق خدا آپ کے در دولت سے فیض یاب ہوتی رہی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ مستورہ شادی کے تین سال بعد وصال فرما گئیں۔ دوبارہ شادی مبارک کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت مجبور کیا گیا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری شادی ہرگز نہ کی۔ جب لوگ اولاد کے لئے عرض کرتے تو آپ جناب قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت سید قطب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ العزیز کی طرف اشارہ فرما دیتے اور فرماتے یہ میری اولاد ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بروز چہار شنبہ تین صفر ۱۳۰۶ھ کو ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مبارک میرک شریف سیال ضلع جھنگ میں ہر خاص و عام کے لئے مرجع خلافت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار عالیہ دوبارہ ۱۹۰۵ء کو تعمیر کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک بارہ ساون ۱۹۰۸ء کو شروع کیا گیا۔ لیکن تا حال عرس مبارک ماہ اسوج کی ۱۷ اور ۲۸ کو منایا جاتا ہے۔

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## قطب الاقطاب

### اعلیٰ حضرت سید قطب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانوادہ سہروردیہ کے گوہر شب چراغ حضرت خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جب طلب علم کے لئے بخارا میں مقیم تھے تو وہاں ان کے ایک عالی نسب گھرانہ سے مخلصانہ روابط ہوئے جس کے سربراہ سید علی رحمۃ اللہ علیہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ سید علی رحمۃ اللہ علیہ اس نوجوان طالب علم میں آثار ولایت دیکھ کر اس کے گرویدہ ہو گئے اور جب مخدوم زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے واپس ملتان شریف تشریف لائے تو یہ تعلقات اور پائیدار ہو گئے سید علی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے بے حد متاثر تھے اور ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں رطب اللسان رہتے۔ سید علی کے نوجوان صاحبزادہ سید جلال رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے والد ماجد کی طرح اس بزرگ کی عظمت کے معترف تھے۔

چنانچہ وہ دور بڑا پر آشوب تھا یہ زمانہ وہ تھا۔ جب سمرقند و بخارا کے باشندوں پر چنگیز خاں تاتاری نے سخت ظلم و زیادتی کی۔ اس ہنگامہ وارد گیر میں جناب جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ترک سکونت کر کے ایران کے شہر مشہد میں امام موسیٰ رضا کے روضہ عالیہ پر اقامت پذیر ہوئے۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد ہندوستان کا رخ فرمایا اور اوج شریف میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ زمانہ اور وقت کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ خانوادہ بخاریہ کی شاخیں برصغیر پاک و ہند میں بڑھتی اور پھیلتی گئی حتیٰ کہ اسی عالی نسب خاندان کا ایک کنبہ سندھیلیا نوالی شریف (پیر محل) میں آ کر آباد ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کنبہ کو نسب و شرافت میں بڑی برکت عطا فرمائی۔ چنانچہ اسی

خاندان بخاریہ کے ایک بزرگ سید امام شاہ صاحب کو خدائے بزرگ و برتر نے ایک فرزند ارجمند عطا فرمایا۔ جن کا اسم گرامی جناب سید قطب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے نیک اطوار اور نیک طبیعت تھے۔

تخصیص علم کی تکمیل اپنے آباؤ اجداد کے زیر سایہ ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ علوم باطنی کی تشنگی بھانے کے لئے کسی اولیا اللہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے چنانچہ کچھ عرصے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش بار آور ثابت ہوئی اور موضع میرک شریف ضلع جھنگ میں تشریف لے گئے جہاں وقت کے ولی اللہ حضرت جناب سید چراغ علی شاہ صاحب اپنی مسند ولایت پر جلوہ افروز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سید چراغ علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اپنا مدعا بیان کیا اسی ایک ہی ملاقات نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد کے دامن سے وابستہ کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ”۲۳“ برس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت مرشد میں کوئی کسر نہ اٹھارکھی اور ہمہ وقت اپنے مرشد کے حضور خدمت کے لئے مستعد رہتے تھے عمر کا کافی حصہ خدمت مرشد میں گزارا اور حصول فیوض باطنی کے لئے اپنے مقصود کی تکمیل کی۔ بالآخر مرشد کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عنایت ہوا۔

خرقہ خلافت کے بعد ایک دنیا نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا اور حصول فیض کے لئے دن رات حاضر ہونے لگی بے شمار بندگان خدانے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم، عارف باللہ، فقیہ عابد، زاہد، پارسا اور ساری دنیا سے کٹ کر صرف اللہ رب العزت کی طرف متوجہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہری و

باطنی میں یکتائے زمانہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات ہی میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی اور درس و تدریس کا سلسلہ اپنی نگرانی میں شرع کروایا جو تا حال جاری و ساری ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب کئی واسطوں سے ہوتا ہوا جناب حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تک جا پہنچتا ہے اور اسی طرح آگے چل کر سید امام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تک منتہی ہوتا ہے۔

شعرو سخن کا ذوق بھی قدرت کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ودیعت ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نثر میں بھی کچھ کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ جو کہ بہت مشہور ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

(۱)۔ اسرار المعرفۃ (۲)۔ حیات النبیؐ (۳)۔ مراۃ الفقرا (۴)۔ شواہظ البرکات فی رودی الحجرت (۵)۔ رسالہ رد شیعہ امامیہ (۶)۔ رسالہ انوار قدسیہ فی رد موزبدیہ (۷)۔ فہرست نہج البلاغہ (۸)۔ امداد الہیہ (۹)۔ الہامات الہیہ (۱۰)۔ مناظرہ ہیر و قاضی۔  
(نمونہ کلام ”فارسی“)

پیا ساقی کہ تشنہ ام بدہ کاسہ وصال ما عمر شد نیم بگذشتہ برور سوال ما  
بدریا عشق بے پایاں ہزار ہا غوطہ ہا خوردم ولے پایاں نہ دیدہ ام کنارہ او محال ما  
ز درد ہجر بیمارم کہ در گریہ مے زارم بغیر از تو نہ غم خوارم نگر جانم تو حال ما  
من مستم چوں دیوانہ ولے سوزم چوں پروانہ تو در بکشائے میخانہ بدہ بادہ زلال ما  
ز آتش عشق تو سوزم بگریہ در شب و روزم بدہ مے وصل امروزم کہ درد تو کمال ما

”۱۱“

ربنا من پر خطا ہم تو عطا دارم امید نیست من کسی تو سوا دیگر کجا دارم امید  
گفتہ کن نیک ہا ہم کردہ ام بدے بہا این چنین من بے وفا از تو وفا دارم امید

من بیمار بے نوا در ہم مصیبت مبتلا لیکن خورم زیں مرض ہا از تو شفا درام امید

(نمونہ کلام ”اردو“)

حق نے حکمت سے اول عشق کو پیدا کیا پھر طفیلوں عشق کے ہوئے محمد مصطفیٰ

میم کی پوشاک دے لولاک بھی خود نے کہا میم کی یاری میں بھیجا عین کو سرالا

مشکل تو میری حل کر یا حضرت مشکل کشا

ناد علیٰ خاطر تیری حق نے یہ فرمایا ہے قرآن بھی بے شک تیرے شان میں آیا ہے

کون ہے تیرے برابر دشمنان نے غم کھایا ہے حضرت محمد مصطفیٰ بھی لمحک لخمی کہا

مشکل تو میری حل کر یا حضرت مشکل کشا

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام میں تخلص ”قطب“ اور کسی جگہ پر ”قطب شاہ“ تحریر

فرماتے تھے۔

اولاد پاک:

اللہ کی حکمت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر موجودہ سجادہ نشین تک نسباً ایک

ہی صاحبزادہ چلا آ رہا ہے اور موجودہ سجادہ نشین (سید اسرار حسین شاہ) کے ہاں بھی واحد

نرینہ اولاد ہے اور اس کے آگے بھی یہ وحدت برقرار ہے یعنی قطب کا سلسلہ قطب تک آپہنچا

ہے۔

۱- سید قطب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲- سید فضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۳- سید اسرار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۴- سید اسرار حسین شاہ صاحب عنفی اللہ عنہ

۵- سید قطب علی شاہ صاحب عنفی اللہ عنہ المعروف بابا سائیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب سید فضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ نے بحکم والد گرامی بیعت جناب حضرت سید شیر محمد شاہ صاحب فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ کی



جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اول تھے۔ اسی طرح جناب سید شیر محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب سید غلام رسول شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت جناب سید فضل حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی اور جناب سید فضل حسین صاحب کے صاحبزادے سید اسرار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت جناب سید غلام رسول شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ پیر سید اسرار حسین شاہ صاحب تا حال مسند سجادگی پر متمکن ہیں۔

خلفاء:

آپ کے درج ذیل چار خلفاء ہیں اور ان کا سلسلہ آگے جاری و ساری ہے۔

اول:

جناب حضرت پیر شیر محمد شاہ صاحب فتح پور شریف ضلع اوکاڑہ

دوم:

میاں اللہ یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کملا ناموضع جلاپور شریف شورکوٹ ضلع جھنگ

سوم:

میاں فاضل محمد سہو موضع دودہ شریف ہڑپہ ضلع ساہیوال

چہارم:

جناب حضرت سخی محمد شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ موضع سعد اللہ پور شریف

ضلع ساہیوال

مندرجہ بالا چہار خلفاء کی تصدیق جناب حضرت سید سخی محمد شاہ صاحب کی ایک

رباعی سے بھی ہوتی ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا خلیفہ شیرن ماہی ہے دو جا اللہ یار ہمراہی ہے

تیسرا فاضل مرد خدائی ہے چوتھا سخی محمد گدائی ہے

جس لاج قطب گل پائی ہے۔

ولادت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بروز یک شنبہ چاند کی اکیسویں بمابہ بھادوں  
1906ء بکرمی بمطابق 1849ء بوقت نصف رات۔

وصال:

بروز جمعرات بوقت اشراق 27 جمادی الثانی 1346ھ بمطابق 22 دسمبر  
1927ء آپ کی عمر شریف تقریباً 78 برس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آرام گاہ سندھیلیا نوالی  
شریف میں مرجع خاص و عام ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب حضرت سید سخی محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ مجاہدے سے نفس کو مارے ہوئے اور مشاہدے سے دل کو زندہ کئے ہوئے سالک راہ حضرت ملکوت اور شاہد جلوہ عزت و جبروت اہل تصوف کے امام تھے اصناف علم میں کامل۔ علم وثبات کے پہاڑ اور مروت و شفقت کے خزانہ تھے۔ رموز و اشارات میں عجوبہ روزگار تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام گرامی سید سخی محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن سید حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سادات بخاری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے ہوتا ہوا جناب امام حسینؑ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ 1305ھ میں بمقام ڈبلی ریاست بیکانیر میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی دینی تعلیم پر دسترس حاصل کی ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ تھوڑی ہی عمر کے تھے کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ لیکن والدہ ماجدہ کی شفقت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو والد ماجد کی جدائی کا احساس اتنا نہ تھا۔

ایک دفعہ ایک برہمن سائل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر سوال کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خیرات لے کر دروازہ تشریف لائے۔ سوالی کی نگاہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر پڑی تو سوالی نے کہا کہ آپ گھر سے کسی بڑے آدمی کو بلاؤ۔ چنانچہ اس وقت سوائے والدہ صاحبہ کے اور کوئی نہ تھا۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ دروازے پر تشریف فرما ہوئیں۔ اس پر سوالی نے کہا کہ تمہارا بیٹا زمانے کا ولی ہوگا اور ان کی عمر شریف تریسٹھ برس ہوگی اور اس لڑکے کو ولایت کا درجہ سندھیلیا نوالی شریف سے عنایت ہوگا۔ آپ

پر یہ لازم ہے کہ اس بچہ کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جلد ہی دینی علوم پر دسترس حاصل کی اور ترک سکونت کر کے بمقام غازی خانہ نزد ہیڈ پلہ ماڑی تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں سکونت پذیر ہوئے۔ کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد سعد اللہ پور شریف تحصیل و ضلع ساہیوال میں مستقل سکونت اختیار کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سعد اللہ پور شریف میں تشریف لائے تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی مبارک ہو چکی تھی۔ یہاں آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا اور شب و روز اسی طرح گذر اوقات ہوتا رہا۔ یہاں پر ایک شخص میاں عبدالعزیز نامی تھے۔ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق دار بن گئے اور ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر بیٹھتے تقریباً دو سال کا عرصہ گذر جانے کے بعد میاں عبدالعزیز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ اب سندھیلیا نوالی شریف میں جا کر جناب قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کریں۔ میاں عبدالعزیز نے کافی دفعہ یہی بات دہرائی۔ آخر کار ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت کے لئے تیاری کر کے سندھیلیا نوالی میں تشریف لے گئے راستے میں چار گھوڑ سوار ملے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ دار تھے۔ وہ ملے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم کدھر جا رہے ہو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم تو بیعت ہونے کے لئے سندھیلیا نوالی شریف جا رہے ہیں اس پر گھوڑ سواروں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ آئیں اور ہمارے والد صاحب کے بیعت ہوں۔ جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے معذرت طلب فرمائی آپ سیدھے جناب اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور بیعت کے لئے درخواست گزاری تو جناب اعلیٰ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم گھوڑ سواروں کے ساتھ کیوں نہیں گئے ہو اور مرید کیوں نہیں ہوئے ہو جب اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا

ہوا کہ اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ باطنی نظر تو رکھتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ پورے آٹھ دن دربار عالیہ پر رہے اور جمعۃ المبارک کے دن جناب اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بیعت فرمایا اور اجازت بھی عنایت فرمادی اور یہ بھی حکم فرمایا کہ جاؤ۔ گھر جا کر کچھ عرصہ چلہ کشی کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب گھر پر واپس ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دنیا ہی بدل چکی تھی حکم شیخ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ ماہ چلہ کشی میں گزارے۔ دوران چلہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رابطہ اپنے شیخ سے جاری رہا جب چلہ کا دورانیہ اختتام پذیر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دربار عالیہ پر حاضر ہوئے جس پر جناب اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ کے لئے دربار عالیہ پر ہی چلہ کشی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے ساتھیوں کو گھر جانے کی اجازت فرمادی کچھ عرصہ کے بعد چلہ کشی کا دورانیہ اختتام پذیر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہر و باطن پاک ہو گیا جس پر جناب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت مرحمت فرما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی آنکھ کو وہ نور بخشا جس سے اسرار و رموز الہی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر منکشف ہو گئے اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت عطا ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر تقریباً دو سال محویت کا رنگ رہا۔ جس طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اٹھتی لوگوں کے قلوب منور کر دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر مخلوق خدا کو درس ہدایت دیتے رہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر تشنہ لب مخلوق سیراب ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے جناب سید فیض محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو اپنی زندگی ہی میں خرقہ خلافت سے نواز۔ راہ سلوک کی تمام منازل طے کروانے کے بعد سجادہ نشینی بھی عطا فرمائی۔

خلفاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے خلفا کو خرقہ خلافت عنایت فرمایا۔ لیکن چند خلفائے عظام کا سلسلہ تا حال مخلوق خدا کی تشنہ لبی کو بجھانے کے لئے شب و روز کار خیر میں مصروف ہے۔ ان میں سے چند مشہور خلفائے عظیم کے نام گرامی درج ذیل ہیں۔ جو کہ بہت ہی مقبول ہیں۔ ۱۔ جناب حضرت پیر مراد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیکوکار 130/9-L تحصیل و ضلع ساہیوال میاں سلطان محمد اوڈ-L-123/9 میاں امان اللہ قریشی (ہڑپہ) میاں نظام الدین ہندوستانی چیچہ وطنی، میاں محمد علی سیال رجانہ (ضلع فیصل آباد) عوام الناس میں منظور و مقبول ہیں اور مندرجہ بالا خلفا کا سلسلہ و فیض جاری و ساری ہے۔ لیکن چند خلفائے کرام اور بھی ہیں جن کا سلسلہ عوام الناس میں نہ پھیل سکا۔ ان خلفائے کرام کے اسم گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

جناب میاں بہاول صاحب تھیم چک نمبر-L-126/9 جناب میاں بھاون شاہ صاحب قریشی چک نمبر-L-130/9 جناب صوفی نور محمد صاحب کاٹھیا موضع چھینا کرملی (ساہیوال) میاں نظام الدین جوئیہ کمالیہ

جناب قطب الاقطاب حضرت سید سخی محمد شاہ صاحب دامت برکاتہ کو صوفی شاعر ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ آپ نے فارسی، اردو اور پنجابی میں شاعری فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مجموعہ کلام بالکل ناپید ہے لیکن کچھ کلام تبرکاً تحریر خدمت ہے۔

”نمونہ کلام“

الف اللہ نون بیٹھ کے یاد کرے اللہ باجھ نہ دونوں جہان یارو

نبی پاک رسول حبیب پیارا چینہدا مرتبہ ہے لامکاں یارو

پیر جیہا نہ کون و مکان دسے اسماں ویکھیا کر دھیان یارو

باجھ پیر دے نہ کوئی ہور وڈا اساں سمجھیا خاص گیان یارو

پیر آئی تقدیر نوں ٹال دیوے جیکر پیر ہوئے مہربان یارو

لکھ کرے پہاڑ نوں پل اندر بھاویں کیڈا وی ہوئے گراں یارو

پیر طالب نوں جو سمجھا دیوے طالب سمجھے چا مثل قرآن یارو

دس نس حدیث توں باہر نہیں باطن جنہاں نے لیا پچھان یارو

زنکار دلاں دے پیر چا دور کردے کنجی کلمے والی جد لان یارو

کلمہ جنناں محسناں نال پڑھیا جیویں پیر دا ہوئے فرمان یارو

پیر گھات دے نال سمجھا دیندا کشف کھل جاندا آن فان یارو

جنناں نفی اثبات دی ونڈ کیتی ہويا اونہاں دا دور گمان یارو

جنہاں مہر سکوت دی منہ لائی اندر تار محبوب دی رواں یارو

اونہاں یار تار دا قدر جاتا لیا اپنا آپ پچھان یارو

عاشق اپنا آپ پچھان کے تے وانگوں گونگیاں جھٹ لنگھان یارو

گل ہار سنگار محمدی دا نال ادب دے توڑ چڑھان یارو

پاس انفاس دا خاص تصور کر کے وانگوں آرے دے جوش چلان یارو

وانگوں خضر دے آب حیات پیون صدا لایموت سدان یارو

عاشق سدا مراقبے وچہ رہندے جال وانگ شکاریاں لان یارو

جامہ پہن کے اپنے پیر والا ہم رنگ محبوب ہو جان یارو

جنہاں یار دا بھیت پچھان لیا اونہاں مشکلاں ہوئیاں آسان یارو

باطن وچہ جیا جون راز ربی ظاہر جدا جدا ہر دا نام یارو

عالم اٹھاراں ہزار معلوم جنہاں طرح طرح دے نام سدان یارو  
 جیہڑے ملدے مرشداں کمالاں نوں لیندے اٹھاراں دا اصل پچھان یارو  
 عاشق چڑھ کے بیڑی شریعت والی دل نال طریقت دے لگان یارو  
 مدد پیر دی منزل حقیقت کھلے عاشق سمجھے گیان رحمان یارو  
 عاشق سو جو پیر دی کرے پوجا جیویں حق حقوق حقان یارو  
 جیہڑے پیر دے بھیت دے واقف ہوئے پہنچ جاندے لاہوت مکان یارو  
 جناناں بھل کے پیر نوں ہور جاتا رد ہوئے وانگ شیطان یارو  
 ازلی بخت سولڑے جناناں دے نی لیندے پیر دا اصل پچھان یارو  
 بھیت پیر دا پایاں ہے عاشقاں نے وانگ بھمبٹاں جان جلان یارو  
 جدوں پیر توحید کلام کرے عاشق سن کے مست ہو جان یارو  
 زاہد زہد کریندیاں عمر گالی کرے لکھ عبادتاں دان یارو  
 ملے پیر فقر دے باجھ جہڑے ایویں مفتی مغز کھپان یارو  
 اک پیر مناونا سکھ لیو دوئی سکھو نہ کار جہان یارو  
 پونجی کار جہاں فنا دی اے۔ باجھ پیر دے نہیں امان یارو  
 کل کار جہان ویران کولوں دل کڈھیا قطب رحمۃ اللہ علیہ عرفان یارو  
 نال مہرے دے عاشقاں صادقان نوں بخش کیتا سو خاص چادان یارو  
 جناناں دوئی چا دلاں توں دور کیتی سوئی پہنچے نے لامکان یارو  
 دوئی دلاں توں ہوندی اے دور مشکل گورو ملیاں ہوندی روان یارو  
 گرو گیان دا دان عطا کردے جتھے ہو جاندے مہربان یارو



ہادی دلاں دے جندرے کھول دیندے جتھے ولی توجہ چا پان یارو

قطرہ اک نہ ہلدا حکم باجھوں طالب جیڈا ای زور لگان یارو

ازلی ازل دا جدوں قربان ہووے باجھوں مختاں کھل گیان یارو

عشق باجھ نہ عاشقاں میل ملدے عشق آن معشوق ملان یارو

عشق مشک جتھے آن ہلدے باجھوں وصل دے نہیں امان یارو

جھلکا نام دا پاؤندے رہو سدا اینویں دم نہ مفتی جان یارو

جیہڑے دم عدم نہ کم آئے بناں نام دے دم نقصان یارو

نام کام ہے انعام بندگی دا ہوندی بندگی بند زبان یارو

کلی حرکتاں شہر وجود اندر نامی نام دا کریں دوران یارو

جدوں تیک نہ ایہ دقیق کھلے تدوں تیک ہے غیر طوفان یارو

دقیقہ سمجھ دا ہووے عیاں جدوں نہ کوئی غیر نہ غیر نشان یارو

ہوندی بھل ہے۔ بندیا غیر تیرا موہومہ ہستی ہے جدا نام یارو

پیر گیان کمان دا تیر مارے نئے وہم گمان شیطان یارو

بھل وہم گمان ہے ای جیہڑا مخفی ذات حقان یارو

جیہڑا سمجھ تھیں ہو بے سمجھ رہنا ایہو وہم گمان کہان یارو

ہستی وہم دا پردہ وچکار مولا تائیں خالق مخلوق سدان یارو

بنا رب مخلوق سنسار ناہیں بنا پیر دے کون انسان یارو

جدوں پیر مرید واصل ہووے ہوندا وہم گمان چلان یارو

باقی ذات ہی ذات دا ساتھ ہووے سوئی ذات صفات کہان یارو

فِئْمَهُ وَجَمْعُهُ اللّٰهُ دَا كَرِيں وِرْد كِر كُذْه قِرْآن سِيَان يَارُو  
 بِنَا گِيَان قِرْآن نَه سَمِجْه آوے اِينُوں كَهْپِيَاں عَمْر كَهْپَان يَارُو  
 كَاثِل دِلَاں دَا خَاص جَاسُوں هُونْدَا آوے بَاظْنِي بَات بَتَان يَارُو  
 وَابْتَعُوَانَسَان سَمَان كَرِيں وَسِيْلَه وَچْهْرِيَاں كَرے مِيْلَان يَارُو  
 پِيْدَا كِيْتِي اے كَل مَخْلُوْق خَالِق هے اِي خَالِق كَثْرَت جِهَان يَارُو  
 خَالِق دَات تے كَثْرَت صِفَات جَانُو جِيُوں بِنَج تَهِيں جَهَاڑ چْچَان يَارُو  
 بَك مَلِك هَلَاوْنْدَا آ مَارے بَنْدے تے بَنْد بَهْگُوَان يَارُو  
 بِنَاں بَهْگَت بَهْگُوَان نَه سَمِجْه آوے بَهْگَت بَهْگِيْتُوں كَرے عِيَان يَارُو  
 مُونَهُوں كَهْن دِي اے بَات بِيْلِي كَرِيں چَارَه اِيَهَه بَات چْچَان يَارُو  
 قَرَبُوں قَرَب خَدَا دِي ذَات بَنْدے بَنْدَه صِفَت تے ذَات نَهَان يَارُو  
 شَوَه رِگُوں نَزْدِيك تَحْقِيْق جَانِي جَان كے جَان كَرِيں قَرَبَان يَارُو  
 بِنَاں پِيْر سَرِيْر نَه خَبْر آوے پِيْر سَرِيْر دَا كِرَان يَارُو  
 جَدُوں شَهْر وَجُوْد دَا سِيْر هُوئے وَچْه بَتِيَاں گِيَس مَكَان يَارُو  
 كَلِي خَلْقَتَاں وَچْه دَرَج هِيْن دُونُوں جِهَان يَارُو  
 ذَاتِي سَلْسَلَه شَرُوْع اَحْدِيْت كُولُوں هُووے وَحْدَت آن نَشَان يَارُو  
 چُوْدِيں طَبَقِيں ظَهُوْر هُوِيَا كَهْرِيَا اَحْدِيْت تَهِيں بَاغ بَسْتَان يَارُو  
 اَمْرَكْن فَرْمَان ذِيْشَان كِيْتَه لَا مَكَان مَكَان يَارُو  
 فِيْكَوْن جَدُوں نَمُوں ڈُٹْهے هُو جِيْرَان اِنْسَان يَارُو  
 اِيَهَه گَل مَشْكَل هے وِلْدُوِي هَادِي پَان حَقَان دِي لَان يَارُو

سخی محمد انول دی کل کھلی کیتا گیان کلام دا دان یارو  
 آپ رحمۃ اللہ علیہ آخری ایام میں گوشہ نشینی اختیار کر گئے۔ گوشہ نشینی کے دوران  
 کسی کو ملنے کی اجازت نہ تھی۔ بجز جناب حضرت پیر مراد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جو  
 آخری وقت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر خدمت رہے۔ دنیاوی علاج  
 معالجہ کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ یاد الہی سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہوتے۔ کبھی کبھار  
 آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بستر علالت سے اچانک روپوش ہو جاتے لیکن کچھ ساعت کے بعد  
 اسی بستر پر ہی پڑے دکھائی دیتے۔ ایک دن بروز بدھ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی کا عالم طاری  
 ہوا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہوش میں آئے تو جناب حضرت پیر مراد علی شاہ صاحب رحمۃ  
 اللہ علیہ نے عرض کی حضور آپ پر کچھ وقت تک غشی طاری رہی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا  
 کہ غشی نہیں تھی۔ بلکہ جناب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صاحب تشریف فرما تھے اور ہمیں لینے  
 آئے تھے لیکن میں نے جناب اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں عرض  
 کی ہے کہ جناب میں تو تیار ہوں۔ مگر لوگ کہیں گے کہ آج بدھ ہے۔ جس پر جناب اعلیٰ  
 حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے میں دوبارہ سوموار کو تمہیں لینے آؤں گا۔

آخر کار بروز سوموار بوقت صبح صادق بمطابق پانچ شوال ۱۳۶۸ھ سورۃ فجر کی  
 آخری آیت کا ورد کرتے ہوئے۔ یایتها النفس الطمئنة ارجعی الی ربک راضیة

مرضیة فاد خلی فی عبادی واد خلی جنتی O

اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔  
 آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دربار عالیہ سعد اللہ پور شریف تحصیل و ضلع ساہیوال میں

خاص و عام کے لئے مرجع خلاق ہے۔  
اولاد پاک:

- ۱- جناب سید سید میراں شاہ صاحب۔
- ۲- سید فیض محمد شاہ صاحب۔
- ۳- سید شاہ محمد شاہ صاحب۔
- ۴- سید عطا محمد شاہ صاحب۔

آپ کے بڑے صاحبزادے سید سید میراں شاہ صاحب لا ولد وصال فرما گئے تھے۔ باقی صاحبزادگان میں سے جناب سید فیض محمد شاہ صاحب اور سید شاہ محمد شاہ صاحب بھی وصال فرما گئے ہیں۔ لیکن ان کے ہاں صاحبزادگان ہیں اور سید عطا محمد شاہ صاحب بقید حیات ہیں۔

چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیات ہی میں اپنے بڑے صاحبزادے سید فیض محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سجادگی کے عہدہ پر ہی تعینات فرما گئے تھے۔ اسی لئے دستار مبارک بھی انہی کو ہی مرحمت فرمائی گئی۔ جناب حضرت فیض محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی سنت پر عمل پیرا ہو کر مخلوق خدا کو فیضیاب فرماتے رہے۔ آخر کار اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کے برابر تریسٹھ سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے اور اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال بروز سوموار چھ (6) فروری 1984ء میں بمطابق 3 جمادی الاول 1404ھ 24 ماگھ بوقت رات نو (9) بجے ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد امور سجادگی جناب سید منظور حسین شاہ صاحب کو سونپے گئے۔ جو تا حال اپنے اسلاف کے طریقہ پر عمل پیرا ہیں اور تشنہ لب مخلوق اس میخانہ سے اپنی پیاس بجھا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میخانہ کو تا قیامت شاد باد فرمائیں اور اپنی رحمتوں کا نزول ہر لمحہ برساتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قطبِ زماں قطبِ الاقطاب

حضرت مخدوم سخی مراد علی شاہ نیکوکار رحمۃ اللہ علیہ

ولادت اور نسب:

حضرت مخدوم سخی مراد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے مجدد اور گمراہی کے اندھیروں میں ہدایت کے نور تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رشد و ہدایت کی شمع ایسے زمانہ میں روشن کی تھی۔ جب ہندوستان کے مسلمان ایک نہایت نازک دور سے گزر رہے تھے۔ صد سالہ فرنگی دور کا آفتاب غروب ہو رہا تھا۔

مسلمان بہت زبوں حال تھے۔ اس زبوں حالی کا پس منظر حق و صداقت کی راہوں سے برگشتگی تھی۔ قرآن و سنت کی عظیم الشان تعلیمات جو دور اول کے مسلمان کی سر بلندی کا راز تھیں۔ مسلمان اس سے بہت دور ہو گئے تھے۔ اس نازک دور میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس حالت زار پر رحم فرمایا اور حضرت مخدوم سخی مراد علی شاہ نیکوکار رحمۃ اللہ علیہ جیسے مجدد اور مصلح دوراں کو پیدا کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ 1894ء میں بستی شاہ شکور موضع باغ ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کا نام پیر صادق شاہ تھا۔ داد کا نام پیر احمد شاہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت مسلم بن عقیلؓ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد تصوف میں بدرجہ کمال تھے۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش ایک ایسے پاکیزہ ماحول میں ہوئی اور آنے والے وقت نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قطب دوراں کے رتبہ

پر فائز کر دیا۔

تعلیم و تربیت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم و تربیت بہت اعلیٰ پیمانے پر ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی محنت اور جانفشانی سے علم حاصل کیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں حضرت خواجہ مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں۔ جن کا حلقہ ارادت و بیعت بہت وسیع تھا اور اکابر و اعظم زمانہ میں تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت سرعت اور برق رفتاری سے علوم عقلی اور نقلی ہر گوشہ پر کامل عبور حاصل کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ فارغ التحصیل ہوئے تو راہ سلوک میں قدم رکھا اور علم باطنی کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے۔

سلسلہ بیعت:

جونہی تعلیم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فراغت حاصل کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قلب مبارک روحانیت سے منور ہونے کی سعی میں لگ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کی جستجو شروع کر دی۔ اس وقت سندھیلیا نوالی شریف میں جناب قطب الاقطاب حضرت سید قطب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عروج پر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام برادری بھی سید قطب علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت تھی۔ لیکن برادری میں تا حال کوئی شخص نمودار نہ ہوا۔ جس کو خرقہ خلافت سے نواز گیا ہو۔ اس وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ شاید شیخ میں یہ مقام نہ ہو۔ جو اپنے مریدوں کو اہل سلوک کی منزلوں سے پار کر سکے۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بنا پر بسی شریف ضلع ہوشیار پور میں تشریف فرما



ہوئے۔ وہاں پر میاں شاہ محمد خاں چشتی رحمۃ اللہ علیہ کامل اکمل ولی اللہ تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے اپنے نزدیک کامل و اکمل ولی اللہ کو چھوڑ کر اتنا لمبا سفر کیوں اختیار کیا۔ جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ انہوں نے مجھے مرید ہی نہیں کیا تو فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جاؤ! میں انہیں کہہ دو نگاہ تمہیں مرید کر لیں گے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے واپس سندھیلینوالی کا سفر اختیار کیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پیر محل کے ریلوے اسٹیشن پر اترے تو سندھیلینوالی شریف کا سفر پیدل اختیار کیا۔ کچھ سفر کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال گزرا کیوں نہ پہلے گھر جاؤں اور بعد میں آ کر بیعت کروں گا۔ چنانچہ آپ نے واپس سفر شروع کیا۔ ابھی کچھ سفر ہی کیا ہوگا۔ راستہ میں ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ وہاں ایک گھر کے باہر ایک آدمی بیٹھا حقہ پی رہا تھا۔ آپ بھی کچھ آرام کی غرض سے اس آدمی کے پاس جا کر بیٹھ گئے اور حقہ طلب فرمایا۔ جس پر اس آدمی نے اعتراض کیا کہ تم میرے مرشد پاک کو چھوڑ کر گھر جا رہے ہو۔ میں تمہیں حقہ نہیں دوں گا۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو حیران ہوئے کہ جس شیخ کا درویش اتنا پہنچا ہوا ہو۔ تو مرشد پاک کا کیا مقام ہو سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس آدمی سے شیخ کی خدمت عالیہ میں جانے کا اسی وقت وعدہ کیا اور دونوں سندھیلینوالی شریف سفر کر گئے۔ شام وہاں پہنچے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اندر تشریف لے جا چکے تھے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلے کہ آپ صبح باہر تشریف فرما ہوں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رات ادھر قیام فرمائیں۔ چنانچہ اگلے دن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف فرما ہوئے اور سیدھے باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معمول تھا کہ صبح سویرے پہلے باغ میں تشریف فرما ہوتے۔ سب سے پہلے لوگوں کو بیعت فرماتے اور بعد میں تمام مریدین میں تشریف

لے آتے۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک درویش کو حکم دیا۔ جو شخص بسی شریف سے آیا ہے۔ اس کو لے آؤ۔ چنانچہ اس درویش نے باواز بلند اعلان کیا۔ کہ جو شخص بسی شریف سے آیا ہے۔ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہو۔ اس اعلان پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عمل نہ کیا اور سوچا میں تو جھنگ کا ہوں درویش نے اعلان تو کیا۔ کسی شخص کے نہ آنے پر دوبارہ اعلیٰ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی درویش سے فرمایا۔ جاؤ دوبارہ باواز بلند اعلان کرو کہ جو شخص بسی شریف سے آیا ہے اور وہاں اس نے شکایت بھی کی ہے۔ چنانچہ درویش کے دوبار اعلان کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا خیال نہیں کرنا چاہیے کہ تمہاری برادری تو یہاں پیر بن کر آتی ہے۔ درویش بننے کے لئے نہیں۔ اس لئے ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ پیرزادے ہیں۔ ان کی خدمت کرو۔ اس لئے وہ فیض سے محروم ہیں۔ یہاں پر تو درویش بننا پڑتا ہے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت فرمایا اور سلوک کے تمام راز و رموز سے روشناس فرمایا بیعت کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کی خدمت میں پیش پیش رہے۔

ترک وطن:

1914ء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کو بمقام L-130/9 ضلع ساہیوال میں زرعی اراضی الاٹ ہوئی۔ تو اسی سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً چھ سات سال کے بعد جھنگ سے ہجرت کر کے ساہیوال میں سکونت پذیر ہوئے۔ ایک دفعہ بموقع عرس مبارک اپنے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جھنگ یہاں سے نزدیک تھا۔ اب تم ساہیوال میں سکونت پذیر ہو گئے ہو۔ چونکہ ساہیوال یہاں سے بہت دور ہے۔ اس لئے آپ ہمارے خلیفہ سید سخی

محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ کے نزدیک سعد اللہ پور شریف ضلع ساہیوال میں ہے۔ اس کے پاس آتے جاتے رہا کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کے حکم پر باقی تمام عمر جناب سید سخی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزار دی۔ کچھ عرصہ کے بعد جناب سید سخی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عنایت کیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی اکیلے سندھیلیا نوالی تشریف نہ لے گئے۔ اگر جاتے تو حضرت سید سخی محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی میں جاتے۔

اولاد پاک:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چار صاحبزادگان ہیں۔ جن کے اسما گرامی یہ ہیں۔ ۱۔ جناب پیر احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ جناب پیر محمد شاہ صاحب ۳۔ جناب پیر منور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۴۔ سجادہ نشین جناب مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عنایت ہوا تو علاقے کی اردگرد کی کثیر تعداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئی۔ باقی تمام عمر مخلوق خدا کو تصوف کا درس دیتے رہے اور مخلوق خداوندی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چشمہ فیض سے سیراب ہوتی رہی۔  
خلفاء:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ خلافت تو بہت سے مریدین کو عطا فرمایا۔ لیکن جن خلفا کا سلسلہ فیض جاری و ساری ہے۔ ان کے نام گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ 1۔ میاں غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مالی درکھانہ اسٹیشن تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ 2۔ جناب میاں غلام شیر رحمۃ اللہ علیہ صاحب بمقام بھٹہ نواب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ 3۔ میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ لوہدر اہم مقام 453/J.B چک کھنڈا نوالہ تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ 4۔ میاں بہادر علی رحمۃ اللہ علیہ ضلع جھنگ

ان کے علاوہ کچھ اور مریدین کو بھی خلافت عطا کی گئی۔ لیکن ان کا سلسلہ آگے نہ چل سکا۔ جن خلفا کا سلسلہ آگے نہیں چلا۔ ان کے نام گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

منشی عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ مرحوم خانیوال۔ منشی عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ صاحب ملتان۔ میاں مستان علی صاحب چک بھٹہ نواب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ صوفی محمد منشا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرحوم چک نمبر 108/9L تحصیل و ضلع ساہیوال۔ میاں جاوید احمد صاحب چنیوٹ۔ منشی احسان علی صاحب چنیوٹ۔ میاں بشیر احمد 78/5-R ساہیوال قابل ذکر ہیں۔

کرامات:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات تو اتنی ہیں کہ یہاں درج کرنی محال ہیں۔ لیکن چند کرامات ایک راوی سے عرض خدمت ہیں۔

فتح دین بھٹی مرحوم چک نمبر 108/9L ضلع ساہیوال سے روایت ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی صاحبزادی صاحبہ وصال فرما گئی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ ان کو اپنی والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کریں۔ جب قبر کھودنے کے لئے مزار کے پاس گئے جو کہ ایک کمرے کے اندر تھی تو معلوم ہوا یہاں دوسری قبر کی بالکل کوئی گنجائش نہیں۔ تو درویشوں نے یہ تمام صورت حال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اب تو شام ہو گئی صبح انشا اللہ کچھ کریں گے جب صبح ہوئی تو درویشوں نے قبر کے متعلق اجازت چاہی۔ جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ خود کمرہ میں مزار پاک کے پاس تشریف لے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پہلے تو دوسری قبر کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ اب اتنی جگہ ہو گئی کہ ایک قبر کھود کر پھر بھی جگہ بچ جاتی تھی۔ پہلے تو کئی درویش یہ مشورہ دے رہے تھے کہ کمرہ کو گرا کر کمرہ چوڑا کریں تا کہ دوسری قبر بن سکے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے قبر سے بھی زیادہ جگہ مل گئی۔

یہی راوی ایک روایت کرتا ہے کہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کے لئے کمرہ بنوا رہے تھے۔ جب کمرہ تیار ہو گیا اور چھت کی تیاری ہوئی تو مستری نے شہتیر ماپا تو شہتیر لمبائی میں چھوٹا نکلا مستری آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور شہتیر لمبائی میں چھوٹا ہے۔ کیا کریں۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دوبارہ ماپو۔ مستری چلا گیا اور سب کے سامنے دوبارہ ماپنا شروع کیا تو شہتیر لمبائی میں کافی چھوٹا تھا۔ وہ مستری بمعہ کام کرنے والے درویشوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب شہتیر لمبائی میں کافی کم ہے۔ جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ تمہیں ماپنا نہیں آتا اور خود تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عصا مبارک سے شہتیر کو ماپا تو شہتیر کی لمبائی بالکل پوری ہو گئی۔ اس کے بعد شہتیر دیواروں کے اوپر رکھ کر چھت ڈال دی گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسلاف صالحین کی طرح صوفی شاعر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام جو کہ اردو پنجابی میں تھا۔ بالکل ناپید ہے۔ کوشش بسیار کے بعد کلام کے کچھ حصے میسر ہوئے ہیں۔ ان میں سے پنجابی کی ایک کافی قارئین کرام کے لئے تبرکاً درج کی جا رہی ہے۔

## کافی

جہندے یار جدا ہو جانڈے  
 او ہر دم پے کرلانڈے  
 ڈھولا آہک واری وسیئے رل نال خوشی دے ہسیئے  
 دکھ درد دلاں دا وسیئے ڈھولا نین نہیں ہن راہندے  
 جہندے یار جدا ہو جانڈے  
 او ہر دم پے کرلانڈے  
 ہن یاد آئیاں اہوئے گھاتاں جتھے رل مل کیتیاں باتاں  
 ہن تار دن سھے پھاٹاں ڈھولا مشکل ہو گئے لانھگے  
 جہندے یار جدا ہو جانڈے  
 او ہر دم پے کرلانڈے  
 تساں ہک سجدہ فرمایا میں عمر دا لیکھ لکھایا  
 تساں سانوں یار بھلایا اساں یاد تیری وچہ راہندے  
 جہندے یار جدا ہو جانڈے  
 او ہر دم پے کرلانڈے  
 شالا ایہوں الاہاں میرا چا سنسی سخی پھیرا  
 جہندا جگ تھیں شان اچیرا جبرائیل جہیئے جہندے بانڈے  
 جہندے یار جدا ہو جانڈے  
 او ہر دم پے کرلانڈے  
 شالا جم جم بنرا آوے مینوں اجڑی نوں آن وساوے  
 حج ڈھولن نال سہاوے پے پلنگ ماہی نوں چاہندے  
 جہندے یار جدا ہو جانڈے

او ہر دم پے کرلانڈے  
 تیرے ایہو ساز تمور اے نت دل نون لان ٹھنگورے  
 کرو وعدیاں دے دن پورے جہڑے آہائے نت فرمانڈے  
 جہندے یار جدا ہو جانڈے  
 او ہر دم پے کرلانڈے  
 ڈھولا چھوڑ پیاریاں یاراں ملیاں روضے اندر تھاہراں  
 میں دم دم پئی سد ماراں کل نفس آواز نہیں آندے  
 جہندے یار جدا ہو جانڈے  
 او ہر دم پے کرلانڈے  
 بس یار مراد علی دی سخی طاقت ہر اوہ گلی دی  
 انہوں خواہش بڑی بھلی دی رکھی ہر وچ توڑ دے سانگے  
 جہندے یار جدا ہو جانڈے  
 او ہر دم پے کرلانڈے

وصال:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف جب پچاسی سال ہو گئی تو اچانک صحت ناساز  
 ہو گئی۔ ظاہری طور پر کچھ غشی کی حالت نظر آرہی تھی۔ لیکن دائیں ہاتھ میں تسبیح پر ذکر محبوب  
 جاری تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جب صحت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ  
 ہاتھ کے اشارے سے اور زبان مبارک سے اپنی صحت کی تندرستی کی نشان دہی کرتے  
 رہے۔

آخری ایام میں گوشہ نشین ہو گئے۔ آخر کار صبح سویرے تین بج کر پینتالیس منٹ پر بروز جمعرات 9 ذوالحجہ 1399 ھ مطابق 31 اکتوبر 1979ء بمطابق 16 کا تک اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا لله وانا اليه راجعون O

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہزاروں عقیدتمندوں کی اشکبار آنکھوں سے اپنے حجرہ مبارک کے پاس سپرد خاک کیا گیا۔ جہاں آج بھی ہر خاص و عام کے لئے مزار پر انوار مرجع خلافت ہے۔

جانشین:

سجادہ نشین کے لئے قبلہ جناب حضرت فیض پاک سجادہ نشین سعد اللہ پور شریف تشریف لائے اور اپنے ہاتھ مبارک سے دستار قبلہ جناب حضرت مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ صاحب کو عنایت فرمائی گئی۔ یعنی یہ بار ولایت ان کے کاندھوں پر ڈال دیا گیا۔ تادم تحریر مخلوق خدا سجادہ نشین کے فیض کریمانہ سے اپنی پیاس بجھا رہی ہے۔ جناب مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ صاحب باحسن اپنے اسلاف صالحین کے نقش قدم پر رواں ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اس آستانہ عالیہ کو تاقیامت شاد و آباد رکھیں۔ آمین ثم آمین۔







## تعارف منتظم اعلیٰ

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ برصغیر میں اولیاء کرام نے تبلیغی مشن پر کام کیا وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اطراف و اکناف میں اسلام کامہ تاباں جو اپنی پوری تابانی کے ساتھ چمک رہا ہے وہ انہیں بزرگوں کی کوشش پیہم کا نتیجہ ہے۔ حضرت مسلم بن عقیل کی نسل پاک سے ایک بزرگ جن کا اسم گرامی حضرت شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ ہے جو کہ ضلع جھنگ کے قریب ایک بستی شاہ شکور میں آپ کا آستانہ عالیہ ہے۔ مبلغین اسلام کے سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ انہی کی اولاد پاک میں سے ایک مرد باصفا جن کا اسم گرامی قبلہ عالی جناب لچپال سخی مراد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے جو کہ ضلع ساہیوال کے قریب ایک گاؤں L-130/9 دربار عالیہ مردان پور شریف میں مقیم ہوئے اور جس کے میخانہ توحید سے ہزاروں تشنگان وحدت نے اپنی تشنگی کو سیرابی وصال سے تکمیل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ مرد کامل تھے جنہوں نے اپنے کردار و گفتار سے رہروان کوئے محبت کی رہنمائی فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسی شخصیت کے مالک تھے جنہوں نے اپنی ذاتی مفاد پر ملی اور مذہبی منفعت کو ہمیشہ مقدم رکھا اور دین حق کی تبلیغ کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیا اور شمع رسالت پر پروانوں کی طرح محبت میں جگر سوختے رہے۔ آج بھی جن کا مزار پر انوار مرجع عام و خاص ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اعلیٰ شان صاحبزادگان میں سے جناب قبلہ پیر محمد شاہ صاحب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جو کہ بخت ہما کا حامل ٹھہرا جن کے وجود مسعود سے دربار عالیہ حضور لچپال سخی مراد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چار چاند لگ گئے۔ اس سے میری مراد صاحبزادہ پیر سعید احمد شاہ صاحب ہیں جو کہ (جدہ شریف) سعودی عرب میں مستقل طور پر قیام پذیر ہیں۔ آپ وہ منظور نظر! شہنشاہ بطحی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم ہیں جن کو حضور

پرنور سرکار دو عالم سرور کائنات ﷺ نے اپنے دربار پر انوار میں اقامت پذیری کا شرف عطا فرمایا۔ خداوند قدوسی نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے (فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً) کی پاکیزہ زندگی سے سرشار فرمایا۔

لہذا اس مرد قلندر صفت انسان نے اپنے بزرگوں کی روایات کو جاری رکھنے کیلئے اپنے چھوٹے بھائی موجودہ سجادہ نشین دربار عالیہ صاحبزادہ پیر صفدر حسین شاہ صاحب کی معاونت کیلئے اکثر پاکستان تشریف لے آتے ہیں اور خصوصی طور پر اپنے بزرگوں یعنی حضرت شیخ کبیر رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے دادا حضور لچپال سخی مراد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اعراس مبارک پر حاضری دیکر تمام انتظامات کی خود نگرانی فرماتے رہتے ہیں اور آنے والے زائرین کی بنفس خدمت کرنے میں کوئی وقتیہ فرد گزاشت نہیں رکھتے اور بزرگوں کے مہمانوں کی خدمت کرنا اپنا طرہ امتیاز سمجھتے ہیں۔

گویا کہ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل شعر کے کما حقہ مصداق نظر آتے ہیں۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

خداوند قدوس سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا ہے کہ خداوند قدوس منتظم اعلیٰ یعنی صاحبزادہ پیر سعید احمد شاہ صاحب کو عملی زندگی میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## شجرہ غوثیہ باغنامہ طلبیہ - نظم

کنت کنزاً حق کہا تا احد سے احمد ہوا  
 کیا باغ کھڑا مصطفیٰ ہر گل رنگ و رنگ ہا  
 یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
 علیٰ چمن کے ہیں شجر حسنؑ و حسینؑ ہر دو شمر  
 سن باغ نبویؐ کی خبر کھڑا ہے گل زین العباؑ  
 یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
 باقرؑ گلابی پھول ہیں صادق سرو سردول ہیں  
 کاظمؑ علیؑ مقبول ہیں گل لالہ ہیں موسیٰ رضاؑ  
 یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
 دوازده کے نور سے ایک شاخ لٹکی دور سے  
 ہے باغ اس دستور سے معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ راہ ہدا  
 یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
 ہیں سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ گل ریحان حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ ہیں پھولداں  
 ہیں شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ زعفران کیا گل ہر رنگ کا کھڑا  
 یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

فضل رنگ بہار ہیں ابوالفرح رحمۃ اللہ علیہ گل گزار ہیں

ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ گل انار ہیں کھڑیا مبارک رحمۃ اللہ علیہ کیوڑا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

شاہ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں گل ہر تو رنگ رنگین ہیں

کھڑیا تو عرش زمین ہیں امت نبیؐ کے پیشوا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ ہیں گل چمن مشہور سیف الدین زمن

ہیں فضل حق رحمۃ اللہ علیہ بوٹا عدن گل ابوالفرح رحمۃ اللہ علیہ صوفیا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

سید احمد رحمۃ اللہ علیہ گل ہیں کیا مشک عنبر ہل ہیں

مسعود رحمۃ اللہ علیہ کرنا پھل ہیں گل ہار سید نور شاہ

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ ہیں گل عجب ہیں شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ عالی نسب

غوث محمد رحمۃ اللہ علیہ خوش لقب ہیں گل طوبے کی ہوا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

عبدالقادر اکسیر ہیں بالا محمد رحمۃ اللہ علیہ پیر ہیں

روشن چوں بدر منیر ہیں کھڑیا شگوفہ مرتضیٰ

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

چمن عبدالقادری رحمۃ اللہ علیہ  
گل زین العابد رحمۃ اللہ علیہ جعفری

عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ گل ناصری  
عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سہیورا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
گل چاندنی ہیں مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ  
ہیں گل زرگس مجتبیٰ رحمۃ اللہ علیہ

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
گل حیدر رحمۃ اللہ علیہ ہے گلزار کا  
شاہ غوث رحمۃ اللہ علیہ نور انوار کا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
سلطانوں رحمۃ اللہ علیہ کے سلطان ہیں  
ہر گل کی داستان ہیں

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
گل کھڑیا سید چراغ رحمۃ اللہ علیہ کا  
گل مشک ہر دماغ کا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا  
حضرت سخی رحمۃ اللہ علیہ محمد منبع سخا  
ہے درس وحدت کا کھلا

نور البقا نور البقا نور البقا  
یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

مشکل کشا مشکل کشا صدقہ شاہ مرتضیٰ

منظور کریو التجا یہ عاجزانہ ہے دعا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

یا الہی کر قبول عاجزی صدقہ رسول

جلد کر مطلب حصول قطب کے مشکل کشا

یا الہی کر مجھے گل پنچتن کے باغ کا

شعر نمبر 1، اور 2 یہ دونوں اشعار بعد میں شامل کئے گئے ہیں۔ جو کہ محمد حنیف

فانی صاحب کے تحریر کردہ ہیں۔



## دست بستہ بارگاہ ایزدی میں

یا خداوندا بحق مصطفیٰ ہوں بے ہمت کرتو عشق اپنا عطا

یہ دعا اپنے کرم کر قبول از طفیل آل اولاد رسول

نزع کے دم میں رہے کامل ایمان

عشق تیرا دل میں ہو کلمہ زبان

(اعلیٰ حضرت سید قطب علی شاہ قدس اللہ سرہ العزیز)

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

تمت بالخیر

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سگ درگاہ میراں شو چوں خواہی قرب ربانی  
کہ بر شیراں شرف دارد سگ دربار جیلانی  
محبت جس کے دل میں ہے جناب غوث اعظم کی  
لی دربار عالی سے اسے شاہی دو عالم کی

### شجرہ شریف امامیہ غوثیہ قادریہ قطبیہ مرادیہ

بفرمان قبلہ مرشد صاحب جناب مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ نیکوکار سجادہ نشین درگاہ  
قطب الاقطاب حضرت مخدوم پیر مراد علی شاہ نیکوکار رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہ مردان پور  
شریف چک نمبر L-130/9 تحصیل و ضلع ساہیوال نے چھپوا کر برائے عقیدتمندوں  
و مریدان کے لئے شائع کیا۔

مصنفہ:

احقر العباد سگ دربار جیلانی احمد دین مرحوم و مغفور

والد محترم

ترمیم کردہ:

محمد حنیف فانی چک نمبر L-108/9 تحصیل و ضلع ساہیوال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ    نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ  
 بعد حمد و نعت کے ہر عقیدتمند صاحب ذوق و شوق اور مرید کو واضح ہو کہ وظائف  
 قادر یہ عالیہ غوثیہ بہت ہیں۔ جس طالب کو شوق پڑھنے اور وظائف کا ہو وہ صاحب خدمت  
 پیر و مرشد قبلہ و ہادی مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ نیکوکار سجادہ نشین درگاہ حضور پر نور پیر مراد علی شاہ  
 رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر ہو کر دریافت کر لیں۔ اب اس جگہ صرف شجرہ شریف قادر یہ عالیہ  
 غوثیہ و دیگر مختصر وظیفہ اندراج ہے۔ ہر صاحب عقیدتمند مرید اس کا ہمیشہ پڑھنے کا پابند  
 رہے۔ ہر نماز کا پابند رہے۔ نماز کبھی نہ چھوڑے۔ نماز تہجد کے پڑھنے کا طریقہ مخدوم  
 صاحب سے سمجھ کر ہمیشہ پڑھا کرے بعد نماز تہجد کے یہ درود شریف تین تسبیح پڑھی جاوے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

پھر تین تسبیح سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر تین تسبیح کلمہ شریف کی پڑھے۔  
 بعدہ نماز فجر کے شجرہ شریف پڑھے۔

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## شجرہ شریف امامیہ غوثیہ قادریہ قطبیہ مرادیہ

بمعہ اسماء الہی ننانوے

یا اللہ یا الرحمن ذات کبریا کیواسطے	یا رحیم رحم کر اب مصطفیٰ کیواسطے
یا علی یا ولی یا کبیر یا حفیظ	حل کرو مشکل سبھی مشکل کشا کیواسطے
یا ذوالجلال العالی دے ہر مصائب سے اماں	حسن حضرت کشتہ تسلیم و رضا کیواسطے
یا مانع الضاد ہر اعدا سے لے بچا	حسینؑ ابن علی شہید کربلا کیواسطے
یا ذالکرام کرم فرما تو میرے ہر حال پر	حضور زین العابدینؑ آل عبا کیواسطے
یا باعث الشہید مقبول کر ہر خلق میں	حضرت محمد باقرؑ مقبول شاہ کیواسطے
یا بدیع الباقی دے شوق اپنے نام کا	حضور جعفر صادقؑ اس بے ریا کیواسطے
یا مالک الملک اے میرے مالک قدیم	بخش مجھ کو موسیٰ کاظمؑ مولینا کیواسطے
یا سجان الاکبر اب پاک دل و جان کر میرے	اس امام اولیٰ علی موسیٰؑ رضا کیواسطے
یا رقیب یا جبر دور کر دشمن سبھی	خواجہ معروف کرخیؑ پیشوا کیواسطے
یا سلام المومن رستہ ملے تیرا مجھے خواجہ	سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اولیا کیواسطے
یا وکیل یا کفیل دور کر رنج و محن	حضرت جنید ہادی رحمۃ اللہ علیہ الہدا کیواسطے
یا قوی الواحد طاقت مجھے طاعت کی دے	شیخ شبلیؑ پیشوا اصفیا کیواسطے
یا قدیم الواحد اب کھول عقدے دل کے سب	عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ ابو الفضل منزل علا کیواسطے
یا عزیز دے امان نار جہنم سے مجھے	حضرت ابوالفرح رحمۃ اللہ علیہ ہادی اتقیا کیواسطے

ہنکاری بوالحسن رحمۃ اللہ علیہ صاحب دل صفا کیواسطے  
المبارک بوسعید رحمۃ اللہ علیہ آشنا کیواسطے  
غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیر پیراں پیشوا کیواسطے  
سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ صاحب لقا کیواسطے  
حضرت فضل اللہ ابونصر رحمۃ اللہ علیہ رہنما کیواسطے  
شاہ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ صوفی باصفا کیواسطے  
حضرت احمد عباس رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کیواسطے  
حضرت علی مسعود رحمۃ اللہ علیہ تاج اولیا کیواسطے  
مخدوم ہادی نور شاہ رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ دوسرا کیواسطے  
حضرت محمد میر رحمۃ اللہ علیہ شاہ دوسرا کیواسطے  
پیر شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ شاہ نور ضیا کیواسطے  
اچوی محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ عالی پیشوا کیواسطے  
ثانی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ رئیس اولیا کیواسطے  
حضرت محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ بالارہنما کیواسطے  
قبلہ عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ عطا کیواسطے  
حضرت عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ شہنشاہ کیواسطے  
حضور زین العابدین عابد رحمۃ اللہ علیہ علا کیواسطے  
داتا شاہ چراغ رحمۃ اللہ علیہ سراج اولیا کیواسطے  
عاشقوں کے پیر سید مصطفیٰ کیواسطے

یا جلیل یا کریم منظور کردرگاہ میں  
یا غفور یا روف کرگناہوں سے بری  
یا حی یا قیوم زندہ کر دل کو میرے  
یا وہاب یا توابع توبہ کر میری قبول  
یا غنی یا عظیم ہر گھڑی خوشحال رکھ  
یا نور معرفت سے دل کو منور کر میرے  
یا لطیف لطف کر ہر رنج و غم سے دے اماں  
یا ستار یا غفار دھو میرے دفتر سیاہ  
یا علم الغیوب مجھ کو قید غفلت سے بچا  
یا مالک القدوس بخشو تاج عزت کا مجھے  
یا علیم الباسط دل بھر دے اپنے نور سے  
یا معز الراح عزت ملے دربار میں  
یا قادر یا مقتدر طاقت بخش سب غیر پر  
یا حلیم ویا سمیع کر عرض سب میری قبول  
یا قریب ویا ر شید قرب بخش اپنا مجھے  
یا قاضی الحاجات بھر جھولی گدا کی کرم سے  
یا حمید الصمد کر منزلیں آسان سب  
یا معطی یا منعم محتاج نہ کر غیر کا  
یا منتقم یا مقسط دشمن میرے سب چور کر

یا باری المصور اب عشق کا شربت پلا  
 یا مقیت یا معید غیر الفت سے بچا  
 یا نصیر یا حکیم کرمد میری ہر گھڑی  
 یا حنان کرم فرما کر میرے عیبوں کو بخش  
 یا ظاہر یا باطن باطن میرا سب صاف کر  
 یا رزاق الخالق کر عطا رزق حلال  
 یا کریم الواسع اب کرم سے بھر پور کر  
 یا مجیب الدعوات التجائیں کر قبول  
 یا رحمن یا حفیظ شر شیطان سے بچا  
 یا حافظ یا ناصر نصرت ملے میدان میں  
 یا احسن الخالق اب راہ احسن پہ چلا  
 وقت نزع میں یاد ہو کلمہ محمدؐ کا مجھے  
 شاد اور آباد رکھ در دین دنیا میں سدا  
 سائل احمد دین تیری بارگاہ میں یا اللہ

قبلہ حاجات اس محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ کیواسطے  
 حضرت اعلیٰ پیر سید مجتبیٰ رحمۃ اللہ علیہ کیواسطے  
 جیلانی حیدر بخش رحمۃ اللہ علیہ صاحب پارسا کیواسطے  
 حضرت غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ شان بقا کیواسطے  
 حضرت ہاتھیوان رحمۃ اللہ علیہ اس شاہ سخا کیواسطے  
 حضرت اعلیٰ علی شیر رحمۃ اللہ علیہ دلربا کیواسطے  
 سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کیواسطے  
 پیر محلوی قطب علی شہنشاہ کیواسطے  
 حضرت اعلیٰ سخی محمد رحمۃ اللہ علیہ با خدا کیواسطے  
 شاہ مراد علی ہیں مخزن ہدا کیواسطے  
 کر قبول التجا شاہ مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کیواسطے  
 ہاتھ پھیلاتے ہیں در پر التجا کیواسطے  
 کھول دروازے کرم سب مجھ گدا کیواسطے  
 آبرورکھ ہر طرف سب اولیا کیواسطے

آمین ثم آمین

بعد شجرہ شریف کے اسما معظمہ تین تسبیح پڑھی جاوے

یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا کریم

یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیا اللہ امداد کن فی سبیل اللہ

بعد دعاما نگ کر فارغ وظیفہ ہونا چاہیے۔

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ماخذ و مراجع

تذکرۃ الاصفیا

”کتاب“

تصنیف:

مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ صاحب نیکوکار مدظلہ اللہ تعالیٰ

- ۱- مرآة الفقرا اعلیٰ حضرت قبلہ عالی جناب سید قطب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۲- حیات و اتا سید سید محمد شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ جناب سید افضل حسین شاہ گیلانی صاحب مدظلہ
- ۳- تذکرہ میر سید محمد غوث بالا پیر امیر گیلانی جناب سید افضل حسین شاہ گیلانی صاحب مدظلہ
- ۴- خزینۃ الاصفیاء مفتی غلام سرور لاہور
- ۵- تذکرہ اولیائے پاک و ہندکلاں مرزا محمد اختر دہلوی
- ۶- مدینۃ اولیا محمد دین کلیم قادری لاہوری
- ۷- تذکرۃ اولیا شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ
- ۸- اولیائے اسلام میاں محمود علی بی۔ ای ایس
- ۹- اسلامی دستور حیات غلام احمد حریری
- ۱۰- خطہ پاک اوج مسعود حسن شہاب
- ۱۱- اخبار الاخیار مولوی عبدالحق محدث دہلوی
- ۱۲- تذکرہ مشائخ قادریہ محمد دین کلیم قادری لاہوری

الْاِرْقَ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَبْرُؤُونَ بَلْ يَسْتَقْبِلُونَ مِنْ دَارِ اِلَى الدَّارِ ط

تختہ، ادبیاء اللہ کے مرتے بلکہ نقل کرتے ہیں ایک دوسرے سے دوسرے خانہ میں (الحديث)

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا  
یہ نگاہ کی تیغ بازی وہ سپاہ کی تیغ بازی

# تذکرۃ الاصفیاء

مصنف و محرک

سجادہ نشین مخدوم غلام مرتضیٰ شاہ نیوکار

شائع کردہ:

ادارۃ الامت تصنیف

دربار عالیہ مردان پور شریف

چک نمبر ۱۳۰۹/۱ ایل ڈاک خانہ ۱۲۹/۹ ایل تحصیل و ضلع ساہیوال